www.urdufanz.com
لنگڑی سازش
اشتیاق احمد

www.urdufanz.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محمود، فاروق، فرزانہ اور انسپکٹر جمشید سیریز ۵۲

لنگڑی سازش

اشتیاق احمد

www.urdufanz.com

جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ ہیں

بار اول : مارچ ۱۹۸۲ء
مطبع : زاہد بشیر پرنٹرز، لاہور
کتابت : مہر عبدالستار
قیمت : پانچ روپے ۵۰ پیسے

مکتبہ اشتیاق - راجپوت مارکیٹ اردو بازار لاہور

دو باتیں

لنگڑی سازش سے میرے تمام پڑھنے والے مطمئن ہوں گے- یہ پیش گوئی نہیں، دعویٰ بھی نہیں، درخواست بھی نہیں — اڑتا پڑتا سا ایک خیال کہہ لیجیے، جو خیال خام بھی ثابت ہو سکتا ہے، لیکن نہ جانے کیوں، مجھے اس کے خام ہونے کا ایک فی صد بھی یقین نہیں- اس کے باوجود میں یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتا— ایک بات اگر یقین سے کہہ سکتا ہوں، تو صرف یہ کہ یہ ناول آپ کو میرے تمام ناولوں سے بالکل مختلف محسوس ہو گا- آپ یہ بھی نہیں کہہ سکیں گے کہ یہ فلاں ناول سے ملتا جلتا ہے، یا آپ نے تو فلاں ناول کی نقل کر ڈالی ہے— بھئی نقل کرنے والے کیا پہلے ہی تھوڑے ہیں کہ اب میں بھی اپنے ناولوں کی نقل کرنا شروع کر دوں اور نقل کرنے والوں کی تعداد میں ایک اور کا اضافہ کر دوں— مجھے تو معاف ہی رکھیے اس الزام سے، یہ الزام مجھ پر کچھ پھبے گا نہیں، سجے گا بھی نہیں — یہ پھبن اور سجن بھی نقل کرنے والوں کو ہی مبارک— میں اس کے بغیر ہی بھلا، یا یہ کہہ لیں کہ ننڈورا ہی بھلا—

اور کیا، تو یہ تھیں دو باتیں— کیا سمجھے!

اشتیاق احمد

www.urdufanz.com

ترتیب

شادی کی شرط

دیوار پر لگے کلاک نے رات کا ایک بجایا، ٹن کی آواز سُن کر وہ ایک دم اٹھ بیٹھا۔ دبے پاؤں اپنے کمرے سے نکلا۔ دروازہ آہستہ سے بند کیا۔ چند سیکنڈ تک سُن گن لینے کی کوشش کی۔ لیکن کوئی آواز کان میں نہ پڑی۔ گھر کے سب افراد گہری نیند کے مزے لے رہے تھے۔ اب وہ ایک سمت میں چل پڑا۔ تقریباً تیس سیکنڈ تک چلنے کے بعد وہ ایک کمرے کے دروازے تک پہنچا، دروازے میں تالے کا سوراخ برآمدے میں جلنے والے زیرو کے بلب کی روشنی میں بھی صاف نظر آ رہا تھا۔ اس نے جیب سے چابیوں کا گچھا نکالا۔ اور ایک چابی اس سوراخ میں گھمائی۔ کلک کی آواز کے ساتھ تالا کھل گیا۔ دروازے کو دھکیلتے ہوئے وہ اندر داخل ہو گیا اور پھر اس نے بلب جلانے کے بعد دروازہ اندر سے بند کر لیا۔ یہ ایک سٹور روم تھا۔ گھر کی پرانی چیزیں یہاں بے ترتیبی کے عالم میں پڑی تھیں۔ اس نے ان چیزوں میں سے کمرے کے عین درمیانی چیزوں کو ہٹانا

www.urdufanz.com

شروع کیا — یہاں تک کہ بچھی ہوئی ترپال نظر آنے لگی — اس نے ترپال کو گھسیٹ کر اس جگہ سے ہٹایا تو ایک دروازہ نظر آیا — دروازے میں ایک کنڈا بھی تھا — کنڈے کو پکڑ کر اس نے دروازہ اوپر اٹھایا — وہ کسی صندوق کے ڈھکنے کی طرح اٹھتا چلا گیا۔ اب اس نے جیب سے ایک ٹارچ نکالی اور اس کی روشنی نیچے ڈالتے ہوئے سیڑھیاں اترنے لگا — جوں ہی اس کے قدم فرش پر لگے، ایک آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی —

"خیر تو ہے ماسٹر" آواز بہت بھدی اور بھرائی ہوئی سی تھی —

"ہاں، فکر والی کوئی بات نہیں" یہ کہتے ہوئے اس نے ٹارچ بجھا دی اور بولا :

"میں تم سے ایک کام کے سلسلے میں مشورہ کرنے آیا ہوں۔ تم ٹھیک تو ہو — کل میں تمہیں دھوپ کھلا دوں گا"

"بہت بہت شکریہ ماسٹر" وہی بھدی آواز سنائی دی —

"ٹھیک ہے، اس کا انتظام ہو جائے گا — ہاں تو اب میں اصل بات کی طرف آتا ہوں — جو کام ہمیں کرنا ہے، اس میں خطرہ بہت زبردست ہے"

"زبردست خطرہ، یہ کیا کہہ رہے ہو ماسٹر؟" بھدی آواز میں حیرت بھی شامل ہو گئی — تہہ خانے کی فضا میں جیسے پُراسراریت گھلتی

جا رہی تھی — گھر والے سو رہے تھے — ان میں سے کسی کے خواب و خیال میں بھی یہ بات نہیں تھی کہ ان کے گھر میں کوئی تہہ خانہ بھی ہے اور اس تہہ خانے میں کوئی جیتا جاگتا انسان اپنی خوشی سے قید ہے — یہ تہہ خانہ شاید بالکل خفیہ طور پر بنوایا گیا تھا —

"ہاں ڈوٹکی، مجھے یہ کام ضرور کرنا ہے، لیکن خطرہ یہ ہے کہ اس معاملے میں انسپکٹر جمشید ضرور دخل دے گا — اور یہ وہ آدمی ہے جس سے مجھے ڈر لگتا ہے — تم جانتے ہو، میں ڈرنے والا نہیں، لیکن اس آدمی میں نہ جانے کیا بات ہے، خوف مجھے بُری طرح گھیر لیتا ہے"

"انسپکٹر جمشید سے خوف کھانا ہی چاہیے اور پھر دشمن کو کمزور سمجھنا تو یوں بھی نادانی ہے — خیر، آپ ذرا وضاحت کریں۔ پہلے یہ بتائیں کہ کام کیا ہے — میرے ماسٹر کو ایسی کیا پریشانی ہے۔ اس کے بعد ہی کوئی مشورہ دے سکوں گا، بلکہ مجھے پوری امید ہے کہ آپ کی الجھن دور ہو جائے گی"

"اسی لیے تو میں تمہارے پاس آیا ہوں ڈوٹکی، تمہیں اس قسم کے کاموں کا بہت تجربہ ہے" اس نے خوش ہو کر کہا۔

"آپ نے مجھ پر بڑا احسان کیا ہے ماسٹر؛ ورنہ کم از کم میں تو بچ نہیں سکتا تھا — آپ کے لیے تو میں سب کچھ کرنے کے لیے تیار ہوں، جب کہ آپ اس وقت صرف مجھ سے مشورہ مانگنے آئے ہیں — یہ تو کوئی کام ہی نہیں ہے —" بھدی آواز سنائی دی۔ تہہ خانے میں اب

www.urdufanz.com

گہری تاریکی تھی اور ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دے رہا تھا۔

"سنو ڈونکی، لیکن نہیں۔ کان ادھر لاؤ۔ دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں۔ اگرچہ اس کا امکان ایک فی صد بھی نہیں کہ کوئی ہماری باتیں سُن رہا ہوگا، لیکن پھر بھی میں احتیاط کا دامن چھوڑنا نہیں چاہتا۔"

اس کے بعد آواز بالکل دھیمی ہوگئی۔ تہہ خانے میں سرگوشی سی گونجتی رہی اور پھر وہی بھدی آواز سنائی دی:

"واقعی آپ کا خوف زدہ ہونا بالکل بجا ہے۔ آپ مجھے سوچنے کی مہلت تو دیں۔"

"میں یہیں موجود ہوں، تم سوچ لو، گھنٹا دو گھنٹا۔ آخر کتنی دیر سوچنے میں لگاؤ گے۔" ماسٹر کی آواز ناخوش گوار ہوگئی۔

"کیا آپ مجھ سے ناراض ہوگئے ماسٹر؟"

"نہیں، لیکن میں جانتا ہوں، اس قسم کے کاموں میں تمہارا ذہن بہت تیزی سے کام کرتا ہے، پھر تم سوچنے کی مہلت کیوں مانگ رہے ہو۔"

"میں ہر کام میں ایک منصوبہ بنانے کا عادی ہوں۔ منصوبہ بنا کر اس پر عمل کرتا ہوں۔ منصوبے کی خرابیاں پہلے ہی دُور کر لیا کرتا ہوں، لیکن پھر بھی کوئی نہ کوئی غلطی ہو جاتی ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو اس وقت میں یہاں نہ ہوتا۔ آزاد فضا میں سانس لے رہا ہوتا۔

اگر آپ مہلت دینا نہیں چاہتے تو میں فوراً اپنا مشورہ دے سکتا ہوں، لیکن پھر یہ گارنٹی نہیں دے سکوں گا کہ میرا منصوبہ ہر لحاظ سے مکمل ہے اور اس میں کسی غلطی کا امکان نہیں۔"

"ڈونکی، تم بُرا مان گئے۔ میرا مطلب یہ نہیں تھا۔ میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میرے پاس وقت بہت کم ہے۔"

"آپ فکر نہ کریں ماسٹر، میں زیادہ وقت نہیں لگاؤں گا۔ بس ذرا حساب لگانا ہوگا۔"

"خیر، تم شوق سے اپنا حساب لگاؤ۔" ماسٹر نے اس بار خوشگوار آواز میں کہا۔

اور تہہ خانے میں گہری خاموشی چھا گئی۔ تقریباً ایک گھنٹے تک کوئی آواز نہ ابھری، پھر ڈونکی بولا:

"میں نے سب کچھ سوچ لیا ہے ماسٹر، اب آپ کو انسپکٹر جمشید سے خوف کھانے کی ضرورت نہیں۔ وہ اس معاملے میں لاکھ کوشش کرے، آپ کا بال بھی بیکا نہیں کر سکے گا۔ آپ صاف بچ جائیں گے۔"

"بہت خوب ڈونکی، جلدی بتاؤ۔" ماسٹر نے خوش ہو کر کہا۔

"میں بھی کان ہی میں بتاؤں گا ماسٹر۔"

تہہ خانے میں پھر سرگوشی گونجنے لگی۔

www.urdufanz.com

آج خان رحمان کے گھر میں ظہور کی شادی کی تیاریاں ہو رہی تھیں — آخر خان رحمان کو ظہور پر ترس آ ہی گیا تھا اور انہوں نے اس کے لیے ایک لڑکی تلاش کر لی تھی — لڑکی ایک غریب بیوہ کی تھی — اس سے کوئی شادی کرنا نہیں چاہتا تھا، کیونکہ سب کو معلوم تھا، بیوہ بڑھیا اپنی بیٹی کو جہیز میں کچھ بھی نہیں دے سکتی۔ آج کل شادی طے کرنے سے پہلے یہ دیکھا جاتا ہے کہ لڑکی کیا کچھ لائے گی — بیوہ کے پاس کچھ تھا ہی نہیں؛ لہذا اس کی بیٹی کو کوئی رشتہ نہیں مل رہا تھا — بڑھیا ہر وقت روتی اور کڑھتی رہتی تھی۔ اسے یہ خیال بھی ستاتا رہتا کہ اگر کل کلاں کو وہ مر گئی تو اس کی بیٹی کا کیا ہوگا — ایسے میں ایک دن وہ خان رحمان کی کار کے سامنے آ گئی، وہ اپنی بیٹی کی سوچ میں گم تھی، اس لیے اچانک آگے آ گئی تھی — خان رحمان نے پورے بریک لگا کر بہت مشکل سے اسے بچایا اور ذرا سخت لہجے میں کہا:

"بڑی بی! تم کس خیال میں گم تھیں، ابھی کار کے نیچے آ گئی ہوتیں۔"

"کیا بتاؤں بیٹا، میں اپنی بیٹی کے خیال میں گم تھی — وہ جوان ہو چکی ہے، لیکن کوئی اس سے شادی کرنے پر آمادہ نہیں۔"

"کیوں، کیا تمہاری بیٹی بدصورت ہے؟" خان رحمان بولے۔

"نہیں، میں بہت غریب ہوں — بیوہ ہوں۔ محنت مزدوری کر کے مشکل سے اپنا اور بیٹی کا پیٹ پالتی ہوں — ان حالات میں بھلا میں بیٹی کو جہیز میں کیا دے سکتی ہوں — جو بھی لڑکی کو دیکھنے آتا ہے جہیز کی بات کرتا ہے۔"

"اوہ، تو یہ بات ہے — بڑی بی میرا ایک ملازم ہے، بہت نیک اور شریف — شادی کرنا چاہتا ہے — اگر تم پسند کرو تو میں تمہاری بیٹی کی شادی اس سے کرا دوں — جہیز کا اور خرچ وغیرہ کا تم فکر نہ کرو۔ تمہاری بیٹی باقاعدہ جہیز لے کر تمہارے گھر سے رخصت ہوگی اور لوگوں کی آنکھیں کھلی رہ جائیں گی — اس وقت وہ افسوس کریں گے کہ انہوں نے تمہاری بیٹی کا رشتہ کیوں منظور نہ کر لیا۔"

"لل — لیکن، یہ سب کیسے ہوگا؟" بڑھیا حیرت زدہ انداز میں ہکلائی —

"یہ ایسے ہوگا کہ میرے پاس اللہ کا دیا اتنا کچھ ہے کہ خود بھی اندازہ نہیں — اس میں سے کچھ اگر تمہاری بیٹی اور میرے ملازم کے کام آ جاتا ہے تو کیا فرق پڑ جائے گا اور پھر یہ تو چھوٹے ذہنوں اور لالچی لوگوں کی باتیں ہیں جو اپنے بیٹوں کی شادی دولت مند گھرانوں میں ہی کرنا پسند کرتے ہیں — نہ جانے ان گندے خیالات سے کب ہمارا ملک پاک ہوگا — تم اگر لڑکے کو دیکھنا پسند کرو تو میرے ساتھ کار میں بیٹھ

www.urdufanz.com

جاؤ، وہ نہ صرف نیک اور سیدھا سادا ہے، بلکہ اچھی شکل صورت کا بھی ہے۔ تم اسے دیکھ کر مایوس نہیں ہو گی۔"

"میں اسے ضرور دیکھوں گی اور آپ کا احسان زندگی بھر یاد رکھوں گی۔"

"اس میں احسان کی بات نہیں، آؤ میرے ساتھ۔"

اور اس طرح یہ رشتہ طے ہوا، لیکن ظہور بہت پریشان تھا اور جس وقت وہ لوگ خان رحمان کے ہاں پہنچے اور ظہور نے دروازہ کھولا تو اس کے چہرے پر زلزلے کے آثار طاری تھے۔

"ہائیں انکل ظہور، خیر تو ہے، کیا آج بھی تم نے کوئی ہانڈی جلا دی ہے یا صاحب کا سوٹ جلا دیا ہے۔" فاروق نے حیران ہو کر کہا۔

"یہ بات نہیں جناب۔" ظہور بولا، لیکن جملہ درمیان میں ہی چھوڑ کر خاموش ہو گیا۔

"تو پھر — کیا یہ شادی تمہیں منظور نہیں؟" محمود نے کہا۔

"یہ بات بھی نہیں۔"

"تو پھر آخر بات کیا ہے — شادی والے دن تو تمہیں بہت خوش ہونا چاہیے، جب کہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ تمہاری شکل پر پونے اڑھائی بج رہے ہیں۔" فرزانہ بول اٹھی۔

"بالکل غلط کہا فرزانہ، ابھی اڑھائی بجنے میں چند منٹ باقی ہیں۔"

فاروق شوخ انداز میں مسکرایا۔

"شکریہ، شکلوں پر درست وقت دیکھنے والے۔" فرزانہ نے جلے بھنے انداز میں کہا۔

"بھئی سیدھی سی بات ہے، تمہیں اس وقت تک سمجھ جانا چاہیے تھا۔" انسپکٹر جمشید نے پہلی مرتبہ گفتگو میں دخل دیا۔

"جی کیا مطلب؟ سیدھی سی بات — ہمیں تو یہاں الٹی بات بھی نظر نہیں آ رہی۔" فاروق نے حیران ہو کر کہا۔

"تمہاری تو چلی گئی ہیں آنکھیں، نظر کیا آئے گا خاک۔" محمود نے جھلا کر کہا۔

"دماغ تمہارا چل گیا ہو گا نا، اس لیے میری آنکھوں کو چلنے پر مجبور ہونا پڑا۔" فاروق بھلا کہاں رکنے والا تھا۔

"دھت تیرے کی۔" محمود نے جھلا کر ران پر ہاتھ مارا۔

"بے چارے ظہور کی بات درمیان میں ہی رہ گئی اور تم اپنی لے بیٹھے — خدا کے لیے کچھ تو دوسروں کا احساس کرنا سیکھو۔" فرزانہ نے منہ بنایا۔

"تم نے بالکل ٹھیک کہا فرزانہ، میں بھی بالکل یہی بات کہنے کو ہوئی تھی۔" بیگم جمشید بھنا کر بولیں۔

"بہت اچھا۔ چلو بھئی ظہور، اب بتا بھی دو کہ اس خوشی کے موقعے پر تم اس حد تک پریشان کیوں ہو؟" محمود نے جلدی سے کہا۔

www.urdufanz.com

"جی بات یہ ہے کہ بس آپ میری یہ شادی رکوا دیں۔"

"ہائیں ہائیں، یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟" انسپکٹر جمشید واقعی حیرت زدہ رہ گئے۔

"ظہور، تم کہاں رہ گئے۔ ابھی ابھی گھنٹی بجانے والے اب تک اندر کیوں نہیں آئے۔۔ میں جانتا ہوں، گھنٹی بجانے کا انداز محمود کا تھا۔" اندر سے خان رحمان کی دھاڑتی ہوئی آواز ان کے کانوں سے ٹکرائی۔۔ اور وہ مسکرا اٹھے۔

"آ رہے ہیں جناب۔" ظہور نے کپکپاتی آواز میں کہا۔ پھر ان سے بولا:

"چلیے جناب، پہلے اندر چلیے۔۔ میں اپنی درخواست آپ سے پھر کہوں گا، موقع نکال کر ذرا میرے پاس آ جائیے گا۔"

"ہم ضرور آئیں گے ظہور اور تم فکر نہ کرو۔ تمہارا مسئلہ بھی ہم چٹکی بجاتے حل کر دیں گے۔ تمہیں ہرگز پریشان نہیں ہونا چاہیے۔"

"بہت بہت شکریہ، لیکن میں جانتا ہوں، آپ میرا مسئلہ حل نہیں کر سکیں گے۔۔ ہاں اس شادی کو ضرور رکوا دیں، بس یہی اس مسئلے کا حل ہے۔"

"اوہو، بھئی ابھی ہمیں یہ بات کہاں معلوم ہوئی ہے کہ مسئلہ کیا ہے۔ یہ تو ہم بعد میں دیکھیں گے۔"

اور جب وہ موقع نکال کر ظہور کے پاس پہنچے تو اس نے کہا:

"خان صاحب میری شادی اس شرط پر کر رہے ہیں کہ بیوی کی موجودگی میں بھی اگر میں نے کبھی ہانڈی جلائی یا سوٹ جلایا تو وہ کان پکڑوانے کی سزا دیں گے۔۔ گویا مجھے اپنی بیوی کے سامنے بھی کان پکڑنے پڑا کریں گے۔"

ظہور کی بات سن کر انہیں ہنسی آ گئی۔۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ خان رحمان شادی کی یہ شرط عاید کریں گے۔ آخر انسپکٹر جمشید بولے۔۔

"میں خان رحمان سے بات کرتا ہوں۔"

"لیکن وہ اپنی شرط واپس نہیں لیں گے۔" ظہور بولا۔

"کیوں، ایسی بھی کیا بات ہے؟"

"آپ جانتے ہی ہیں، ایک بار وہ جو فیصلہ کر لیتے ہیں، پھر اس سے نہیں ہٹتے۔"

"ہاں، میں یہ بات جانتا ہوں۔ اس کے باوجود تم فکر نہ کرو اور خدا پر بھروسا رکھو۔۔ میں ابھی آ کر تمہیں بتاتا ہوں۔" انسپکٹر جمشید بولے۔۔

وہ خان رحمان کے پاس آئے۔۔ وہ بارات کے ساتھ جانے کے لیے تیار ہو رہے تھے۔۔ ان پر نظر پڑتے ہی بولے:

"یار تم کہاں چلے گئے تھے۔۔ مجھے تم سے یہ پوچھنا تھا کہ اس موقعے پر کون سے کپڑے پہنوں؟"

www.urdufanz.com

"چھوڑو یار، تمہارے جسم پر تو ہر کپڑا سجتا ہے۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"یہ بات نہیں، دراصل میں ظہور کی شادی میں قیمتی سے قیمتی کپڑے پہن کر جانا چاہتا ہوں — کوئی یہ نہ کہے، میں اپنے ملازم کا خیال نہیں رکھتا۔"

"بہت خوب، ایک طرف تو تمہیں اس کا اتنا خیال ہے، دوسری طرف تم نے اس کے سر پر شادی کی شرط مسلط کر دی ہے — یار ذرا سوچو، جب وہ بے چارہ اپنی نئی نویلی دلہن کے سامنے کان پکڑے گا تو اس کے دل پر کیا گزرے گی — اس کی بیوی کیا محسوس کرے گی۔"

"محسوس کیا کرے گی، بہت خوش ہوا کرے گی۔" خان رحمان بولے — پھر چونک اُٹھے اور کہا:

"تو ظہور کے بچے نے میری شکایت لگائی ہے۔"

"ظہور کے بچے نے نہیں، اس نے خود ہی لگائی ہے۔ تم اس معاملے پر ذرا سنجیدگی سے غور کرو، یہ کسی طرح بھی مناسب نہیں، تم اس کی بیوی کے سامنے اُسے کان پکڑواؤ۔"

"ہوں، اچھا خیر — اس کی بیوی کو ادھر ادھر کر دیا جایا کرے گا — مجھے امید ہے، اس طرح ظہور کو کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔"

"جاؤ بھئی، ظہور سے پوچھ آؤ۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"گویا ہم وکیل ہیں؟" محمود نے کہا اور تینوں کمرے سے نکل گئے — ظہور خان رحمان کی شرط سن کر اچھل پڑا اور خوش ہو کر بولا:

"میں بالکل تیار ہوں، بلکہ اس صورت میں تو خان رحمان اگر دو گھنٹے کے لیے کان پکڑنے کی سزا دیا کریں گے تو میں دو کی بجائے اڑھائی گھنٹے تک پکڑے رہا کروں گا۔"

"ارے ارے، یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟"

"ٹھیک کہہ رہا ہوں۔" ظہور بولا۔

"اچھی بات ہے، ہم تمہاری منظوری کی اطلاع انکل کو دے دیتے ہیں۔"

وہ واپس اس کمرے میں آئے جس میں خان رحمان کپڑے پہن رہے تھے — لیکن اب یہاں کوئی بھی نہیں تھا — وہ حیران ہو کر باہر نکلے اور ڈرائنگ روم میں آئے — انہوں نے دیکھا، یہاں بہت سے مہمان آئے بیٹھے تھے — خان رحمان، انسپکٹر جمشید اور بیگم جمشید بھی یہیں آ چکے تھے — یہاں شہناز بیگم، حامد، سرور اور ناز بھی تھے —

"کیوں بھئی، کیا رہا؟"

"جی ظہور نے آپ کی نئی شرط منظور کر لی ہے۔"

"مجھے پہلے ہی امید تھی۔"

اسی وقت دروازے کی گھنٹی بجی — خان رحمان نے حامد کی

www.urdufanz.com

طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"حامد، تم ہی دروازے پر چلے جاؤ، ظہور کپڑے پہننے میں مصروف ہوگا۔"

"جی اچھا۔" اُس نے کہا اور چلا گیا۔ جلد ہی وہ ایک بہت لمبے قد کے آدمی کے ساتھ اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر بہت شاندار مونچھیں تھیں۔

"آیئے آیئے، تاباں زبیری صاحب۔"

تاباں زبیری نے گرم جوشی سے خان رحمان سے ہاتھ ملایا اور ان کے برابر والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"یہ میرے دوست اور شہر کی مشہور ہستی ہیں۔ اون کا کاروبار ہے ان کا۔" خان رحمان نے انسپکٹر جمشید کی طرف دیکھ کر کہا۔

"آپ سے مل کر خوشی ہوئی جناب۔" انسپکٹر جمشید نے ان سے ہاتھ ملایا۔

"کیا ابھی کچھ دیر ہے؟" تاباں زبیری نے پوچھا۔

"جی نہیں، بس ظہور کے تیار ہوتے ہی بارات روانہ ہو جائے گی اور وہ تیار ہونے ہی والا ہے۔"

"بہت خوب۔" تاباں زبیری نے کہا۔ عین اسی وقت فون کی گھنٹی بجی۔ فون تاباں زبیری کے پاس ہی رکھا تھا۔ اس نے ریسیور اٹھاتے ہوئے کہا:

"ہیلو، یہ خان رحمان صاحب کا گھر ہے۔ آپ کس سے بات کرنا چاہتے ہیں؟"

"آپ کون ہیں؟" دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"میں تاباں زبیری ہوں، ایک مہمان۔" اس نے کہا۔

"تو پھر یہاں انسپکٹر جمشید بھی موجود ہوں گے۔ فون کا ریسیور انہیں دے دیں۔"

"اچھی بات ہے۔" تاباں زبیری نے کہا اور خان رحمان کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔

"کیا یہاں انسپکٹر جمشید بھی موجود ہیں؟"

"ہاں، ابھی میں نے آپ کا تعارف انہی سے تو کرایا تھا۔ سوری میں ان کا نام بتانا تو بھول ہی گیا۔" خان رحمان بولے۔

"تو پھر لیجیے، آپ کا فون ہے۔" تاباں زبیری نے کہا۔ اُس کے چہرے پر الجھن کے آثار نمودار ہو گئے تھے۔

انسپکٹر جمشید اٹھے اور فون کے نزدیک آئے۔ انہیں حیرت تھی کہ فون کس نے کیا ہے، کیونکہ یہاں آمد کے بارے میں وہ کسی کو بھی بتا کر نہیں آئے تھے اور وجہ یہی تھی کہ کہیں کوئی ظہور کی شادی میں رنگ میں بھنگ نہ ڈال دے۔ اس کے باوجود کوئی انہیں فون پر کیا رہا تھا۔ انھوں نے ریسیور ہاتھ میں لیا اور بولے:

"ہیلو، میں انسپکٹر جمشید بول رہا ہوں۔ آپ کون ہیں؟"

www.urdufanz.com

ایک چیخ

"شکریہ جناب، کیا آپ واقعی فون پر موجود ہیں؟" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیا مطلب؟"

"میرا مطلب ہے، ابھی ابھی جن صاحب نے فون پر مجھ سے بات کی تھی، وہ واقعی ریسیور آپ کو دے چکے ہیں؟"

"بھلا وہ مجھے ریسیور کیوں نہ دیتے، یہ کیا بات ہوئی؟" انسپکٹر جمشید حیران ہو کر بولے۔

"یہ سب کچھ ہو سکتا ہے جناب، سب کچھ ہو سکتا ہے — میں نے ایک بہت ہی خاص مقصد کے تحت آپ کو فون کیا ہے۔"

"ٹھیک ہے، میں سُن رہا ہوں — آپ فرمائیے، کیا کہنا چاہتے ہیں، لیکن نہیں پہلے آپ یہ بتائیے کہ آپ کو یہ کس طرح معلوم ہوا کہ میں یہاں موجود ہوں، جبکہ یہ بات میں نے کسی کو نہیں بتائی۔"

"میں نے پہلے آپ کے گھر کے نمبروں پر فون کیا تھا۔ ادھر سے کوئی جواب نہ ملا — گھنٹی بجتی رہی، پھر میں نے پروفیسر داؤد کو فون کیا، وہ فون پر مل گئے، لیکن بہت عجلت میں تھے۔ میں نے ان سے آپ کے بارے میں پوچھا کہ آپ ادھر تو نہیں ہیں، لیکن انہوں نے کہا کہ آپ خان رحمان کے گھر ملیں گے۔ خود وہ بھی ادھر ہی آنے کی تیاری کر رہے تھے — میں چونکہ آپ سے اچھی طرح واقف ہوں اور یہ بھی جانتا ہوں کہ پروفیسر داؤد اور خان رحمان آپ کے گہرے دوست ہیں۔ اسی لیے میں نے ان کے ہاں فون کیا اور پھر یہاں۔"

"آدمی آپ ہوشیار معلوم ہوتے ہیں، خیر فرمائیے، بات کیا ہے۔"

"میں آپ سے ملنا چاہتا ہوں — ایک بہت ہی ضروری بات آپ کو بتانا چاہتا ہوں — مہربانی فرما کر آپ فوراً چلے آئیے۔ میرا پتا نوٹ کر لیں — پتا تلاش کرنے میں آپ کو کوئی دقت نہیں ہو گی۔"

"لیکن بات کیا ہے — آپ فون پر کیوں نہیں بتا دیتے۔"

"فون پر بات بتانا خطرناک ہو گا۔" اس نے کہا۔

"اچھا آپ کا نام کیا ہے؟"

"میں آپ کو اپنا نام بھی نہیں بتاؤں گا۔"

www.urdufanz.com

"اچھی بات ہے ۔۔ اپنا پتا لکھوا دیں ۔ میں خان رحمان کے ملازم کی شادی سے فارغ ہو کر آپ سے ملاقات کرنے آؤں گا۔"

"لیکن اس وقت تو بہت دیر ہو چکی ہو گی۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیا مطلب ؟"

"میں چاہتا تھا، آپ فوراً آ کر میری بات سن لیں۔"

"مجھے افسوس ہے، میں فوری طور پر نہیں آ سکتا، کیونکہ اس طرح کسی غریب کا دل ٹوٹ جائے گا ۔۔ ہاں اس صورت میں ممکن ہے، جب آپ مجھے کام کی اہمیت کا یقین دلا دیں۔ یہ بتا دیں کہ کام کس نوعیت کا ہے۔" یہ کہتے وقت انہوں نے گھڑی پر نظر ڈالی۔ گھڑی شام کے پانچ بجا رہی تھی ۔۔

"افسوس، میں فون پر کچھ نہیں بتا سکتا۔"

"تو پھر آپ کو انتظار کرنا چاہیے ۔ پتا لکھوائیے۔" انسپکٹر جمشید ناخوش گوار لہجے میں بولے۔

دوسری طرف سے پتا لکھوایا جانے لگا۔ وہ اسے نوٹ بک پر لکھتے چلے گئے ۔۔ پھر ریسیور رکھ کر نوٹ بک جیب میں ڈال لی۔ اسی وقت منور ڈرائنگ روم میں داخل ہوا اور بولا:

"میں بالکل تیار ہوں جناب۔"

"گویا سلامی لینے کے لیے تیار ہو۔" خان رحمان نے ہنس کر

کہا، پھر اٹھ کر اس کے گلے میں نوٹوں کا ایک بڑا سا ہار ڈال دیا۔ اس میں تمام نوٹ سو سو روپے کے تھے ۔۔ ان کے بعد دوسروں نے بھی ہار پہنائے۔ آخر بارات روانہ ہوئی اور جب وہ دلہن کو لے کر واپس لوٹے تو رات کے گیارہ بج رہے تھے۔ خان رحمان لڑکی کی ماں کو بھی ساتھ ہی لے آئے تھے ۔۔ انہوں نے سوچا تھا، بوڑھی عورت اکیلی کس طرح زندگی گزارے گی، یہاں اپنی بیٹی کے پاس خوش و خرم رہے گی ۔ کوٹھی کے پچھلے حصے میں چار سرونٹ کوارٹرز تھے ۔۔ وہ انہیں دے دیے گئے تھے، تاکہ آسانی سے رہ سکیں ۔۔

واپسی پر انسپکٹر جمشید کو اس فون کا خیال آیا ۔ ساتھ ہی تابان زبیری یاد آیا ۔۔ انہوں نے خان رحمان سے کہا:

"یار، وہ تابان زبیری نظر نہیں آ رہے۔"

"وہ تو نکاح کے فوراً بعد اجازت لے کر چلے گئے تھے۔" انہوں نے کہا ۔۔

"اوہو اچھا، میں نے انہیں جاتے ہوئے نہیں دیکھا۔"

"وہ فون سن کر کچھ پریشان سے ہو گئے تھے۔" فرزانہ نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

"حالانکہ فون ان کے لیے نہیں تھا ۔۔ فرزانہ، تم زیادہ عقلمند بننے کی کوشش نہ کیا کرو ۔۔ بھلا وہ ایک ایسی فون کال کے بارے

www.urdufanz.com

میں کیوں پریشان ہونے لگے، جو ان کے لیے تھی ہی نہیں۔" محمود نے منہ بنایا۔

"پریشان تو خیر وہ تھے، لیکن یہ ضروری نہیں کہ اس فون کال کی وجہ سے پریشان ہوں۔" انسپکٹر جمشید پر خیال انداز میں بولے۔ چند لمحے خاموشی طاری رہی، پھر انھوں نے کہا۔

"بہتر یہی ہے کہ میں اس پتے پر ہو آؤں، پھر ہم تاباں زبیری سے بھی پوچھ لیں گے کہ کیا معاملہ ہے۔" انسپکٹر جمشید نے فیصلہ سنایا۔

"کیا آپ ہمیں بھی ساتھ لے جانا پسند کریں گے۔"

"نہیں، تم یہیں رہو گے۔ ظہور کو یہ احساس نہیں ہونا چاہیے کہ ہم اس کی شادی کے دن بھی کسی چکر میں پڑے ہوئے ہیں۔ اسے بُرا محسوس ہو گا۔ ہاں اگر کوئی ایسی ویسی بات ہوئی تو میں تمہیں فون کر کے بلا لوں گا۔"

انھوں نے کہا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتے چلے گئے۔ ان کے جانے کے فوراً بعد محمود نے بُرا سا منہ بنا کر کہا:

"لاحول ولا قوۃ۔"

"کیا تمہیں ہم دونوں میں سے کوئی شیطان نظر آ رہا ہے۔" فاروق بول اٹھا۔

"نہیں، تم دونوں تو شیطان کے خالو ہو۔" محمود نے کہی۔

"میں تو خیر شیطان کا خالو کسی نہ کسی طرح، کھینچ تان کر کہلا سکتا ہوں، لیکن تم فرزانہ کو شیطان کا خالو نہیں کہہ سکتے۔ فرزانہ تم نے احتجاج نہیں کیا۔"

"احتجاج کرنے کے لیے تم کیا کسی سے کم ہو۔" فرزانہ جلے بھنے انداز میں بولی۔

"گویا تمہارے حصے کا احتجاج بھی مجھی کو کرنا ہو گا۔" فاروق بولا۔

"میں سوچ رہی ہوں، وہ فون کال کس کی تھی۔ کال نے تاباں زبیری کو کیوں فکر مند بنا دیا تھا، یہ کس قدر عجیب بات ہے۔"

"سوچتی رہو، سوچنا صحت کے لیے بہت مفید ہے۔ جو لوگ سوچتے نہیں۔ ان کے ذہنوں کو زنگ لگ جاتا ہے۔" فاروق کہتا چلا گیا۔

"کاش، تمہاری زبان کو زنگ لگ جاتا۔ یا کوئی ایسا زنگ لگانے والا سلوشن ایجاد ہو جاتا اور ہم تمہاری زبان پر سلوشن لگا دیا کرتے۔" فرزانہ نے سرد آہ بھری۔

"آہیں بھرنے سے کچھ نہیں بنے گا۔ سلوشن بنانے کی کوشش کرو۔" فاروق مسکرایا۔

"کیوں نہ ہم تاباں زبیری کو چیک کریں۔ آخر وہ دلہن کے گھر سے نکاح کے فوراً بعد کیوں رخصت ہو گیا۔ جبکہ اس کا کوئی پروگرام نہیں تھا۔" محمود نے تجویز پیش کی۔

www.urdufanz.com

"لیکن ابا جان کی ہدایت یہ ہے کہ ہم یہیں ٹھہریں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ ہمیں اس گھر سے فون کریں۔" فرزانہ نے انکار میں سر ہلایا۔

"تب پھر تم یہیں ٹھہرو، میں اور فاروق چلے جاتے ہیں۔ کیوں فاروق، تم میرا ساتھ دو گے نا؟"

"میں تو پیدا ہی ساتھ دینے کے لیے ہوا ہوں۔ تمہارا ساتھ نہیں دوں گا تو فرزانہ کا ساتھ دینا پڑے گا، لہذا اس سے کیا فرق پڑتا ہے کہ کس کا ساتھ دوں گا۔"

"ہر بات کے پیچھے پڑنے والے عقل مند نہیں سمجھے جاتے، بہر حال میں جا رہا ہوں۔ اس ہنگامے میں کسی کو یہ معلوم نہیں ہو گا کہ میں اور تم یہاں نہیں ہیں۔" محمود نے کہا۔

"کم از کم حامد، سرور اور ناز کو یہ بات ضرور معلوم ہو جائے گی۔" فرزانہ نے گویا خبردار کیا۔

"نہیں تم سنبھال لینا۔" فاروق بولا۔

"گویا تم دونوں جائے بغیر نہیں رہو گے۔"

"نہیں، یہ بات کافی حیرت انگیز ہے کہ ایک فون جو ابا جان کے لیے تھا۔ اس نے تایا زبیری کو کیوں پریشان کر دیا تھا اور پھر اس حد تک پریشان ہوا کہ شادی کی تقریب بھی درمیان میں چھوڑ کر چلا گیا۔ جب کہ پروگرام کے مطابق سب باراتیوں کو واپس خان رحمان کے ہاں آنا تھا اور یہاں سے رخصت کی اجازت لینی تھی۔"

"تو پھر جاؤ، جو تمہارا دل چاہے کرو۔ میں یہاں سے نہیں ہلوں گی۔ ہاں، اگر ابا جان کا فون آیا تو میں ان کی ہدایت پر عمل کرنے کے سلسلے میں ضرور یہاں سے جانے پر مجبور ہوں گی۔" فرزانہ نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے، ہم بھی یہی چاہتے ہیں کہ ہم میں سے کم از کم ایک یہاں ٹھہرے۔ میں اور محمود یوں بھی خطرات میں کود پڑنے کے شوقین ہیں اور تم ٹھہریں ڈرپوک، لہذا تمہارا ہی یہاں رک جانا بہتر رہے گا۔"

"میں ڈرپوک ہی بھلی۔ تم چلتے پھرتے نظر آؤ، ورنہ ساری شیخی نکال دوں گی۔" فرزانہ نے تلملا کر کہا۔

"ہائیں ہائیں، دھمکی دے رہی ہو اور وہ بھی مجھے اور محمود کو۔"

"تو اور کسے دوں، تمہارے فرشتوں کو۔"

"نہیں خیر، فرشتوں سے تو تم کہاں لڑ سکتی ہو۔" فاروق نے کہا اور فرزانہ جھلاہٹ میں اسے مارنے کے لیے لپکی۔ فاروق نے ایک چھلانگ لگائی اور کمرے سے باہر آ رہا۔ محمود نے بھی اس کا ساتھ دیا۔ فرزانہ نے ان کے پیچھے دوڑ لگانے کا ارادہ کیا، پھر مسکرا کر رک گئی۔ اس کی آنکھوں میں شریر چمک لہرانے لگی۔ ابھی تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ فون کی گھنٹی بجنے لگی۔

www.urdufanz.com

⊙

اس پُر اسرار آدمی نے فون پر جو پتا بتایا تھا، وہ تلاش کرنے میں انہیں تقریباً دس منٹ لگے ۔۔۔ یہ ایک بڑی سی کوٹھی تھی ۔۔۔ دروازے پر کسی کے نام کی پلیٹ بھی نہیں لگی تھی ۔۔۔ انسپکٹر جمشید سوچ میں ڈوب گئے ۔ ظاہر ہے، گھنٹی بجانے کے بعد جو کوئی بھی دروازے پر آتا، اس سے انہیں کچھ نہ کچھ تو کہنا پڑتا، لیکن نام معلوم نہ ہونے کی صورت میں الجھن سی ہو رہی تھی، لیکن آخر کار انہیں گھنٹی بجانا پڑی ۔۔۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک ملازم کی صورت دکھائی دی ۔۔۔

"جی فرمائیے، آپ کو کس سے ملنا ہے اور وہ بھی رات کو اس وقت ؟"

"یہی تو مصیبت ہے، میں نہیں جانتا میں کس سے ملنے آیا ہوں۔ خیر سُنیئے، یہاں سے مجھے فون کیا گیا تھا ۔۔۔ فون کرنے والے نے کہا تھا کہ میں ان سے فوراً ملوں، لیکن اس وقت میں ایک شادی میں شریک تھا۔ میں نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ جوں ہی مجھے فرصت ملی، میں ملاقات کے لیے آؤں گا ؛ چنانچہ میں فارغ ہوتے ہی یہاں آ گیا ہوں۔ آپ اس گھر کے مالک سے جا کر اتنا کہہ دیں کہ جنہیں آپ نے فون کیا تھا، وہ آ گئے ہیں ۔"

"لیکن جناب، شامی صاحب تو سو چکے ہوں گے ۔۔۔ وہ تو دس

بجے کے قریب سو جانے کے عادی ہیں ۔" ملازم قدرے حیرت زدہ لہجے میں بولا ۔

"اگر مجھے فون انہوں نے ہی کیا تھا، تب تو وہ ضرور جاگ رہے ہوں گے اور اگر فون انہوں نے نہیں کیا تھا، تب وہ سو چکے ہوں گے ۔۔۔ آپ جا کر دیکھ تو لیں ۔"

"آپ نے اپنا نام نہیں بتایا ۔" ملازم بولا ۔

"میرا نام انسپکٹر جمشید ہے اور اس گھر کے مالک کا پورا نام کیا ہے ؟" انسپکٹر جمشید بولے ۔۔۔

"احساس شامی ۔"

"بہت خوب، اب ذرا جلدی سے ان تک میرا پیغام پہنچا دیں، کیونکہ پہلے ہی بہت دیر ہو چکی ہے ۔"

"جی بہتر ۔۔۔ چونکہ رات کا وقت ہے، گھر کے سب لوگ سو چکے ہوں گے، اس لیے میں آپ کو اندر آنے کی اجازت نہیں دے سکتا، جب تک کہ گھر کا کوئی فرد نہ کہہ دے، لہٰذا آپ کو یہیں ٹھہرنا ہوگا ۔"

"آپ فکر نہ کریں، میں کھڑے رہنے کا عادی ہوں ۔"

ان کا جملہ سنتے ہی ملازم واپس مڑ گیا ۔۔۔ اس نے دروازہ بند کیا، چٹخنی لگائی اور پھر اس کے جاتے قدموں کی آواز سنائی دی۔ جلد ہی آواز ختم ہو گئی ۔۔۔ تھوڑی دیر بعد پھر قدموں کی آواز ابھری ۔

www.urdufanz.com

شاید ملازم واپس آ رہا تھا — اس بار اس کی رفتار تیز معلوم ہوتی تھی۔ فوراً ہی دروازہ کھلا اور ملازم کی پریشان آواز ان کے کانوں سے ٹکرائی —

"جناب، شاید وہ سو چکے ہیں — میں نے انہیں کئی آوازیں دیں۔ دروازہ بھی کھٹکھٹایا، لیکن ان کی طرف سے کوئی جواب نہیں ملا — بہتر ہوگا کہ آپ صبح آ کر ملاقات کریں۔"

"کیسی باتیں کرتے ہیں آپ — ارے بھئی انہوں نے کہا تھا کہ وہ مشکل میں ہیں، وہ مجھے کوئی بہت ہی ضروری بات بتانا چاہتے تھے اور آپ کہہ رہے ہیں، میں صبح آ کر ملوں، دوسرے یہ کہ آپ پریشان کیوں دکھائی دے رہے ہیں۔"

"جی وہ..... دراصل شامی صاحب رات کو اپنے کمرے کی بتی بجھا کر سونے کے عادی ہیں، روشنی میں انہیں نیند بالکل نہیں آتی، لیکن آج ان کے کمرے کا بلب روشن ہے اور وہ جاگ بھی نہیں رہے۔"

"اوہ، تب تو مجھے فوراً اندر چل کر ان کی خیریت معلوم کرنی چاہیے — خدا کرے وہ اپنے کمرے میں خیریت سے ہوں — کیا اب مجھے اندر داخل ہونے کی اجازت ہے۔" انہوں نے جلدی جلدی کہا۔

"جی ہاں، تشریف لائیے۔" ملازم بولا۔

وہ اس کے ساتھ چلتے ہوئے اندر آئے — سامنے ہی ایک کھلا صحن تھا — صحن کے تین طرف تین کمروں کے دروازے نظر آئے،

لیکن ملازم کا رخ زینے کی طرف تھا — وہ اس کے پیچھے چلتے ہوئے اوپر پہنچے۔ یہاں ایک کمرے کی کھڑکیاں اور روشن دان انہیں نظر آئے — ملازم نے اسی کمرے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"یہی کمرہ ہے جناب۔"

انہوں نے بھی آگے بڑھ کر پہلے تو شامی صاحب، شامی صاحب کہہ کر آوازیں دیں، پھر دروازہ کھٹکھٹایا — اس سے بھی کچھ نہ بنا تو پریشان ہو کر دروازے کو دھڑ دھڑا ڈالا — عین اسی وقت انہوں نے زینے کی طرف سے ایک کرخت آواز سنی —

"یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟"

"اور آپ ہیں کون؟" دوسری آواز سنائی دی —

وہ تیزی سے مڑے — انہوں نے دیکھا، نیچے سے دو نوجوان لڑکے اور ایک بوڑھی عورت چلے آ رہے تھے —

"شامی صاحب کو نہ جانے کیا ہو گیا ہے۔ نہ آواز دیتے ہیں نہ دروازہ کھولتے ہیں۔" ملازم نے گھبرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"سوال یہ ہے کہ اس وقت دروازہ کھلوانے کی کیا ضرورت پڑی۔" ایک لڑکا بولا۔

"اور اس سے بھی پہلے یہ سوال کہ آپ ہیں کون؟"

"مجھے انسپکٹر جمشید کہتے ہیں — شامی صاحب نے آج شام تقریباً پانچ بجے مجھے فون کیا تھا — انہوں نے مجھ سے درخواست کی تھی کہ میں

www.urdufanz.com

پہلی فرصت میں ان سے مل لوں — وہ کوئی ضروری بات بتانا چاہتے ہیں۔ میں اس وقت بہت مصروف تھا۔ فرصت ملنے پر آنے کا وعدہ کر لیا — اب فرصت ملی ہے تو یہاں آ گیا ہوں — ملازم میرے بارے میں شامی صاحب کو بتانے آیا تھا، لیکن ان کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا تو یہ پریشان ہو گیا اور مجھے اندر لے آیا — میں بھی دروازہ دھڑ دھڑا چکا ہوں، لیکن ان کی طرف سے کوئی جواب نہیں مل رہا۔" انہوں نے تفصیل کہہ سنائی۔

"اوہ، خدا رحم کرے۔" بوڑھی عورت نے کپکپاتی ہوئی آواز میں کہا —

"صابر، تم باغ میں جاؤ اور دیکھو، کھڑکی کھلی ہے یا بند؟" ایک لڑکے نے کہا —

"جی اچھا۔" ملازم نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا چلا گیا —

"آپ شامی صاحب کے لڑکے ہیں؟" انسپکٹر جمشید نے پوچھا۔

"جی ہاں، یہ ہماری امی ہیں — میں الیاس شامی ہوں۔ یہ میرا چھوٹا بھائی الماس شامی ہے۔"

"خدا کرے آپ کے والد اندر خیریت سے ہوں — کاش، فون پر انہوں نے کچھ تفصیل بتا دی ہوتی — اس صورت میں میں فوری طور پر ان سے مل لیتا۔"

"گویا انہوں نے تفصیل نہیں بتائی تھی؟"

"جی نہیں — انہوں نے تو اپنا نام تک بتانے سے پرہیز کیا تھا، بس اپنا پتا دیا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ کسی سے خوف زدہ ہوں۔"

"ہوں، خوف زدہ تو خیر وہ آج ہمیں بھی محسوس ہوئے تھے۔" بیگم شامی بولیں —

"آپ الگ کمرے میں سوتی ہیں۔" انسپکٹر جمشید نے بیگم شامی کو بغور دیکھتے ہوئے کہا —

"جی ہاں، میں رات گئے تک کتاب پڑھنے کی عادی ہوں۔ اس کے بغیر مجھے نیند نہیں آتی — جب کہ شامی صاحب جلدی سو جاتے ہیں۔ روشنی میں انہیں بالکل نیند نہیں آتی، اس لیے میں الگ کمرے میں سو جاتی ہوں۔" انہوں نے تفصیل سے بتایا —

اسی وقت ملازم صابر کی آواز ان کے کانوں سے ٹکرائی — وہ بلند آواز میں کہہ رہا تھا:

"کھڑکی کھلی ہوئی ہے جناب — کیا میں اندر پھلانگ کر دروازہ کھول دوں؟"

"ہاں، ٹھیک ہے، یہی کرو۔" الیاس شامی نے جلدی سے کہا۔

"گھبرانے والی کوئی بات نہیں ہے جناب، میرا خیال ہے سب ٹھیک ٹھاک ہے — شامی صاحب ضرور بہت گہری نیند میں ہیں۔ بعض اوقات صبح کے وقت مجھے بھی انہیں اٹھانے میں کافی دقت ہوتی

www.urdufanz.com

ہے۔" صابر نے کہا۔ اس کے ساتھ ہی دھم کی آواز سنائی دی؛ گویا اس نے کمرے میں چھلانگ لگا دی تھی— چند سیکنڈ بعد چیخنے گرنے کی آواز سنائی دی۔ اور پھر انہوں نے صابر کی گھٹی گھٹی چیخ سُنی— وہ بوکھلا کر دروازہ دھکیلتے اندر داخل ہوئے—

جاسوس کے پیچھے

محمود اور فاروق نے تاباں زبیری کا پتا پوچھنے کے لیے پہلے خان رحمان کا رُخ کیا— وہ دروازے پر مہمانوں کو رخصت کر رہے تھے۔ کچھ مہمان ایسے بھی تھے، جنہوں نے رات یہیں گزارنے کا فیصلہ کیا تھا— ان کے لیے حامد، سرور اور ناز کمرے ٹھیک کر چکے تھے۔ آج کے دن ظہور سے کوئی کام نہیں لیا جا سکتا تھا—

"انکل، کیا آپ ہمیں تاباں زبیری صاحب کا پتا بتا سکتے ہیں؟" محمود نے دبی آواز میں کہا۔

"کیوں، ان کے پتے کی کیا ضرورت پڑ گئی؟"

"ذرا ہم انہیں چیک کرنا چاہتے ہیں— ابا جان کے لیے آنے والی فون کال انہوں نے ریسیو کی تھی اور پھر پریشان ہو گئے تھے۔ ہم یہ دیکھنا چاہتے ہیں، انہیں کس بات کی پریشانی تھی۔ وہ چلے بھی وقت سے پہلے گئے۔"

"ہاں یہ بات تو ٹھیک ہے، لیکن تمہیں اس جھمیلے میں پڑنے

www.urdufanz.com

کی کیا ضرورت ہے۔ ہوں گے کسی بات سے پریشان۔"

"آپ ذرا ان کا پتا بتا دیں۔ ہم صرف یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ سب خیریت تو ہے۔ جوں ہی ہم نے یہ معلوم کیا کہ وہ بالکل خیریت سے ہیں، ہم یہاں لوٹ آئیں گے۔"

"اچھی بات ہے۔ میں تمہاری طبیعتوں سے واقف ہوں۔ تم اب رُک نہیں سکو گے اور جمشید بھی کونسا یہاں ٹک کر بیٹھا ہے۔" انھوں نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور پھر پتا انہیں لکھوا دیا۔

تابان زبیری شارع برگر کی تیسری سڑک پر چوتھی گلی میں مکان نمبر ایک سو بیس میں رہتا تھا۔ محمود نے یہ پتا نوٹ کر لیا اور دونوں گھر سے نکلے۔

"بہت جلد وہ دن بھی آنے والا ہے، جب ہم سایوں کے پیچھے بھی جانے لگیں گے۔" محمود نے سڑک کے کنارے پہنچتے ہوئے کہا۔ انسپکٹر جمشید اپنی کار لے گئے تھے۔ خان رحمان کی کار ویسے ہی دلہن بنی ہوئی تھی۔ اس لیے انھوں نے ٹیکسی میں جانے کا فیصلہ کیا تھا۔

"کیوں بھئی، یہ نئی بات کہاں سے تمہارے ذہن میں آ کودی؟"

"آپ دیکھو نا، ابا جان کے نام ایک فون آتا ہے۔ فون کا ریسیور انکل خان رحمان کا ایک مہمان اٹھا لیتا ہے اور کسی نامعلوم سبب سے پریشان ہو جاتا ہے، پھر فون کا ریسیور ابا جان کو دے

دیتا ہے۔ اب ہم صرف یہ معلوم کرنے کے لیے اس مہمان کے گھر جا رہے ہیں کہ وہ پریشان کیوں ہو گیا تھا۔ بھئی، ہو سکتا ہے عین اس وقت جب وہ فون سُن رہا تھا، اسے اپنا کوئی پریشان کن مسئلہ یاد آ گیا ہو۔"

"ہاں، ہو تو یہ سکتا ہے، لیکن نہ جانے کیوں مجھے یہ بات عجیب محسوس ہو رہی ہے۔ مجھے یقین ہے، اسے اس فون نے ہی پریشان کر دیا تھا۔ دیکھو نا، وہ یہاں بھی سب کے ساتھ نہیں آیا۔ لڑکی کے گھر سے ہی رخصت ہو گیا۔"

"ہاں، دیکھ رہا ہوں، بلکہ میں تو ایک ٹیکسی کو بھی آتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔" فاروق مسکرایا۔

"یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ خدا کرے، تم اسی طرح ٹیکسیاں آتے دیکھتے رہو۔" محمود نے عجیب دُعا دی۔

"اس دُعا کے لیے شکر گزار ہوں۔" فاروق نے منہ بنایا، پھر بولا: "سوال یہ ہے کہ ہم تابان زبیری سے جا کر کہیں گے کیا؟"

"وہیں سوچ لیں گے موقعے پر۔ اس وقت تو کچھ سوجھ نہیں رہا۔"

اتنے میں ٹیکسی نزدیک آ گئی۔ تقریباً نو منٹ بعد وہ شارع برگر کی تیسری سڑک کی چوتھی گلی میں مُڑ رہے تھے۔ ٹیکسی ڈرائیور نے انہیں گلی کے درمیان میں اتار دیا اور بولا:

www.urdufanz.com

"مکان نمبر آپ خود تلاش کریں جناب ۔ یہیں کہیں ہو گا۔"

"ٹھیک ہے، ہم تلاش کر لیں گے۔ یہ ہمارا روز کا کام ہے۔"

فاروق گنگنایا اور محمود اس کا بل چکانے لگا۔

"جی، کیا مطلب؟" وہ چونکا۔

"مکان تلاش کرنے کا کام ہمیں اکثر کرنا پڑتا ہے۔"

"معلوم ہوتا ہے، آپ کسی پراپرٹی ڈیلر کے ایجنٹ ہیں۔" ڈرائیور نے کہا۔

"بھئی واہ، بہت تندرست اندازہ لگایا آپ نے۔" فاروق نے مذاق اڑانے والے انداز میں کہا اور ڈرائیور نے اُسے گھورتے ہوئے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔

"ہر ایک سے الجھ جاتے ہو۔"

"تم نے یہ درخواست کب کی مجھ سے کہ صرف تم سے ہی الجھا کروں۔"

"مجھے تو بس معاف ہی رکھو۔"

"یہ تو مشکل ہے، کیونکہ اس وقت فرزانہ بھی ساتھ..... ارے، وہ رہا نمبر ایک سو بیس ۔ یار مکان تو بہت شان دار ہے، لیکن ہے پرانی طرز کا ۔ اسے تو محل نما مکان کہا جا سکتا ہے۔"

"کہہ لو، کون روک رہا ہے۔" محمود نے منہ بنا کر کہا اور آگے بڑھ کر دروازے پر دستک دی۔

اس وقت رات کے تقریباً ساڑھے گیارہ بج رہے تھے اور وہ ایک گھر کے دروازے پر دستک دے رہے تھے، جب کہ انہیں یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ مالک مکان سے انہیں کہنا کیا ہے ۔ دوسری بار گھنٹی بجانے کے لیے محمود کا ہاتھ اٹھا ہی تھا کہ قدموں کی آواز سنائی دی اور پھر دروازہ کھل گیا ۔ ایک نوعمر لڑکے کی نیند میں ڈوبی ہوئی آنکھیں انہیں دکھائی دیں۔ چہرے پر جھنجلاہٹ کے آثار تھے ۔

"کیا بات ہے جی۔" اس نے اکھڑے لہجے میں کہا۔

"زبیری صاحب یہیں رہتے ہیں نا؟"

"ہاں، رہتے ہیں، تو پھر؟" اس نے کہا۔

"ہمیں ان سے ملنا ہے، ایک بہت ضروری کام ہے۔"

"لیکن وہ تو سو چکے ہوں گے۔"

"جی نہیں، انہوں نے کہا تھا کہ وہ جاگتے ہوئے ملیں گے۔ تم جا کر دیکھ لو، اگر وہ جاگ رہے ہوں تو ہماری آمد کی اطلاع دے دینا، ورنہ واپس آ کر ہمیں بتا دینا کہ سو رہے ہیں۔"

"یہ ٹھیک رہے گا۔" لڑکے نے کہا اور جانے کے لیے مڑ گیا۔

"اور اگر آ کر زبیری نے یہ پوچھ لیا کہ انہوں نے ہم سے کب کہا تھا کہ جاگتے ملیں گے۔" فاروق نے محمود کو گھورا۔

www.urdufanz.com

پروا نہیں، ملازم کو کسی نہ کسی طرح ان تک پہنچانا تو تھا ہی۔"
جلد ہی انہوں نے پھر قدموں کی آواز سُنی۔ لڑکے کی صورت
دکھائی دی۔ اس کے چہرے پر غصے کے آثار تھے۔

"میں ایک دم اُلّو کا پٹھا ہوں۔" اس نے آتے ہی زوردار
آواز میں کہا۔

"ارے ارے بھائی، یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟" فاروق بوکھلا اُٹھا۔

"میں تم دونوں کے نام پوچھے بغیر ہی صاحب کے پاس چلا گیا۔
انہوں نے مجھے ڈانٹ پلا دی کہ نام پوچھ کر کیوں نہیں آئے۔ یوں تو
میں اُلّو کا پٹھا۔" اس نے کہا۔

"بھلا ہم یہ کس طرح کہہ سکتے ہیں؟"

"اگر نہیں کہو گے تو میں تمہیں اندر نہیں جانے دوں گا۔"

"ارے باپ رے، یہ تو بہت کڑی شرط ہے۔ اچھا خیر،
ہم تسلیم کرتے ہیں کہ آپ کے اپنے بارے میں خیالات درست ہیں۔"
فاروق نے بوکھلائی ہوئی آواز میں کہا۔

"یہ کیا بات ہوئی، سیدھے سادے الفاظ میں کہیں۔"

"کیا آپ مذاق کے موڈ میں ہیں۔"

"نہیں، میں اس زندگی سے تنگ ہوں۔ میرا اس دنیا میں
کوئی نہیں۔ اس گھر میں مجھے بات بات پر جھڑکا جاتا ہے۔ دو
وقت کی روٹی اور صرف ساٹھ روپے تنخواہ دی جاتی ہے۔ بات بات

پر اُلّو کا پٹھا کہا جاتا ہے۔ اب اس وقت بھی زبیری صاحب نے
مجھے اُلّو کا پٹھا کہا ہے۔ ان حالات میں میں خود کو دوسروں سے
اُلّو کا پٹھا نہ کہلواؤں تو کیا کروں؟"

"تمہارے ماں باپ نہیں ہیں۔"

"فوت ہو گئے۔ چچا نے مکان پر قبضہ کر لیا اور گھر سے
نکال دیا۔" اس نے دُکھ بھری آواز میں کہا۔

"بہت افسوس ہوا تمہارے حالات سُن کر۔ تم کل ہمارے
گھر آنا، ہم تمہیں تمہارا مکان بھی دلوائیں گے اور انشاءاللہ تمہیں
کوئی اچھی سی ملازمت بھی دلوا دیں گے۔"

"کیا واقعی؟" اس نے بے یقینی کے عالم میں کہا۔

"ہاں، یقین رکھو۔ تمہارے حالات یہ نہیں رہیں گے۔"

"خدا آپ لوگوں کا بھلا کرے، اب ذرا جلدی سے اپنے
نام بتا دو۔"

"ہمارے نام محمود اور فاروق ہیں۔ زبیری صاحب سے
ملاقات کے بعد ہم تم سے چند باتیں پوچھنا چاہتے ہیں۔ کیا خیال
ہے؟"

"سو باتیں بھی پوچھیں گے تو جواب دوں گا۔"

"بہت بہت شکریہ۔ اب جاؤ۔" محمود نے کہا اور لڑکا
چلا گیا۔

www.urdufanz.com

"یہ دنیا بھی عجیب جگہ ہے — یہاں دوسروں پر زیادتی کیے بغیر لوگوں کا گزارا نہیں ہوتا — سگے چچا کو دیکھ لو، اس نے اس غریب کے مکان پر قبضہ ہی نہیں، اسے اس کے گھر سے نکال بھی دیا اور ان تاباں زبیری صاحب کو دیکھو، اس دور میں ساٹھ روپے تنخواہ دے رہا ہے — میرا خیال ہے، ہم اس لڑکے کو پروفیسر انکل کے گھر ملازم رکھوا دیں گے۔ وہ اسے خوش ہو کر رکھ لیں گے — انکل خان رحمان کو تو اب ضرورت بالکل نہیں رہے گی۔ کیونکہ ایک ملازم کی بجائے ان کے گھر میں تین ملازم ہو گئے ہیں۔" محمود کہتا چلا گیا —

"تمہاری تجویز معقول ہے، اس کے ساتھ ہی ہمیں اسے اس کا مکان بھی دلوانا ہو گا — پہلے تو ابا جان اس کے چچا سے زبانی بات کریں گے — اگر اس نے شرافت سے مکان نہ دیا، تو پھر قانون کے ذریعے اس سے حاصل کیا جائے گا۔"

"بالکل ٹھیک، ایسے ظالموں اور غاصبوں کے ساتھ یہ سلوک ہونا ہی چاہیے —"

لڑکے کے قدموں کی آواز ایک بار پھر سنائی دی۔ اس کا چہرہ اس مرتبہ غصے سے بالکل سرخ ہو رہا تھا —

"اب کیا ہوا ؟"

"کچھ نہیں، آپ اندر چلیے — میرا تو مقدر ہی یہی ہے۔"

اس نے روتی آواز میں کہا۔

وہ اندر داخل ہوئے — مکان اندر سے اور بھی شان دار تھا — اسے دیکھ کر انہیں بہت حیرت ہو رہی تھی — یہ تو کوٹھیوں سے بھی زیادہ شان دار تھا — محمود سے رہا نہ گیا، پوچھ بیٹھا —

"کیا یہ مکان تاباں صاحب نے خود بنوایا تھا ؟"

"معلوم نہیں جناب، میں ان کا زیادہ پرانا ملازم نہیں۔" اس نے کہا —

"ہوں، میرا خیال ہے، یہ تاباں زبیری صاحب نے خود نہیں بنوایا ہو گا — مکان کافی پرانا لگتا ہے، ضرور انہوں نے خریدا ہو گا۔"

برآمدے میں دو مرتبہ مڑنے کے بعد وہ ایک کمرے کے دروازے پر رک گئے — لڑکے نے دروازے پر ہلکی سی دستک دی اور بولا:

"میں انہیں لے آیا ہوں جناب۔"

"ٹھیک ہے، انہیں اندر بھیج دو اور تم چائے بنا لاؤ۔"

"جی بہتر۔" لڑکے نے برا سا منہ بنایا اور انہیں اندر داخل ہونے کا اشارہ کرتے ہوئے مڑ گیا — دونوں نے دروازہ دھکیلا اور اندر داخل ہوئے — انہوں نے دیکھا، یہ سونے کا کمرہ تھا اور تاباں زبیری صاحب اپنے بستر میں لیٹے ہوئے تھے — اندر اور کوئی نہیں تھا وہ انہیں دیکھ کر چونک اٹھے — چند لمحے تک گھورتے رہے پھر بولے:

"آپ تو شاید خان رحمان کے گھر مہمانوں میں شامل تھے۔"

www.urdufanz.com

"جی ہاں، آپ ٹھیک سمجھے۔"

"آپ نے کیسے زحمت کی؟"

"بات دراصل یہ ہے جناب کہ ہم انسپکٹر جمشید کے بیٹے ہیں۔ آپ کی موجودگی میں انہیں کسی نے فون کیا تھا۔ فون کا ریسیور آپ نے اٹھایا تھا۔ آپ کو یاد ہے نا۔" محمود نے کہا۔

"یاد کیوں نہ ہوگا بھئی — ابھی چند گھنٹے پہلے کی تو بات ہے۔"

"جی ہاں، یہ تقریباً پانچ بجے شام کی بات ہے۔"

"ٹھیک ہے، تو پھر — بات کیا ہے؟"

"بات صرف اتنی سی ہے کہ آپ وہ فون سنتے وقت اچانک پریشان ہوگئے تھے۔ جب کہ فون آپ کے لیے بھی نہیں تھا۔ اس صورت میں آخر آپ کیوں پریشان ہوگئے تھے، وہ کیا بات تھی، جس نے آپ کو پریشان کر دیا تھا۔"

"آپ لوگوں کو غلط فہمی ہوتی ہے، بھلا مجھے پریشان ہونے کی کیا ضرورت تھی، جب کہ وہ فون میرے لیے نہیں تھا۔ فون کرنے والے نے اپنا نام بھی نہیں بتایا تھا۔" تابان زبیری نے بے چینی کے عالم میں کہا۔

"ہمیں خود بھی تو یہی حیرت ہے کہ آپ کو پریشان ہونے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے، لیکن ہم یہ بات دعوے سے کہہ سکتے ہیں، کہ آپ پریشان نظر آئے تھے۔"

"جی نہیں، ایسی کوئی بات نہیں۔"

"اچھا آپ پروگرام کے مطابق بارات کے ساتھ واپس دولہا کے گھر واپس کیوں نہیں آئے؟ لڑکی کے گھر سے ہی کیوں رخصت ہوگئے۔" محمود نے اُس کی طرف بغور دیکھتے ہوئے کہا۔

"میرے سر میں درد شروع ہو گیا تھا۔ میں آدھے سر کے درد کا مریض ہوں — درد اچانک شروع ہوا۔ شور میں یہ اور بڑھ جاتا — اس لیے میں نے یہی مناسب سمجھا کہ اجازت ہی لے لوں۔"

"ہوں، اچھا خیر، بہت بہت شکریہ — ہم یہی معلوم کرنے آئے تھے۔"

"لیکن کیوں؟ آپ یہ بات کیوں معلوم کرنا چاہتے تھے، کیا کوئی گڑبڑ ہے؟" تابان زبیری نے گھبرا کر کہا۔

"گڑبڑ — بھلا گڑبڑ کیا ہو سکتی ہے۔" فاروق نے انہیں گھورا۔

"میرا مطلب ہے، آپ لوگ یہاں تک بلاوجہ تو نہیں آئے ہوں گے۔"

"ہم اکثر بلاوجہ بھی ایسے اقدام کر بیٹھتے ہیں — آپ پریشان نہ ہوں۔" یہ کہہ کر وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔

"ٹھہریے، لڑکا چائے لینے گیا ہے — وہ چائے لے آئے تو

www.urdufanz.com

اس کے ساتھ چلے جائیے گا۔ اُسے دروازہ اندر سے بند بھی کرنا ہو گا۔"

"جی بہتر۔" محمود نے کہا اور پھر بیٹھ گیا۔ فاروق نے بھی اس کا ساتھ دیا۔ دونوں گہری سوچ میں گم تھے۔ مسٹر زبیری جھوٹ سے کام لے رہے تھے۔ سوال یہ تھا کہ کیوں، انہیں کیا ضرورت تھی جھوٹ بولنے کی۔

چند منٹ بعد لڑکا چائے کی ٹرے لیے اندر داخل ہوا۔ اس نے ان کے سامنے بھی چائے کے کپ رکھے، اور ایک کپ تاباں زبیری کے سامنے بھی۔

"آپ نے ہمارے لیے تو یونہی تکلیف کی۔ ہم اس وقت چائے پینے کے عادی نہیں ہیں۔"

"تو کیا ہوا، چائے پینے میں کیا حرج ہے؟"

"یہ کوئی اچھی چیز بھی نہیں ہے۔ ہم صرف صبح اور شام کو ایک ایک کپ پینے کے عادی ہیں۔ لہٰذا ہمیں تو معاف ہی فرمائیے۔"

"بہت اچھا۔ تب پھر آپ تشریف لے جا سکتے ہیں۔"

"شکریہ۔" دونوں نے ایک ساتھ کہا اور اٹھ کھڑے ہوئے۔ عین اسی وقت جبکہ وہ دروازے سے نکل رہے تھے۔ کمرے میں رکھے فون کی گھنٹی بجنے لگی۔

(۱۰)

فرزانہ نے فون کا ریسیور اٹھایا تو دوسری طرف انسپکٹر جمشید کی آواز سنائی دی، وہ کہہ رہے تھے:

"ہیلو، میں انسپکٹر جمشید بول رہا ہوں۔ آپ کون ہیں؟"

"خیر تو ہے ابا جان؟" فرزانہ نے پریشان ہو کر کہا، کیونکہ اس کے والد کی آواز پرسکون نہیں تھی۔

"تم تینوں فوراً عظیم آباد کی نویں سڑک پر کوٹھی نمبر ایک سو نو میں پہنچ جاؤ۔" ان الفاظ کے ساتھ ہی دوسری طرف سے فون رکھ دیا گیا۔ اور فرزانہ گڑبڑا کر رہ گئی۔ انسپکٹر جمشید نے اسے کچھ کہنے کا موقع ہی نہیں دیا تھا۔ وہ پریشان ہو گئی کہ اب کیا کرے۔ آخر اُٹھی اور شہناز بیگم کے کمرے کی طرف لپکی۔ بیگم جمشید یہاں موجود تھیں۔ اس نے جلدی جلدی انہیں صورتِ حال سمجھائی۔ کوٹھی نمبر ایک سو نو کا پتا لکھ کر ان کے حوالے کیا۔ خان رحمان سے تاباں زبیری کا پتا پوچھا، تو ان کی حیرت کا کوئی ٹھکانا نہ رہا۔

"خیر تو ہے، تم تینوں بہن بھائیوں کو تاباں زبیری کی کیا فکر پڑ گئی ہے۔"

"کوئی عجیب سا چکر معلوم ہوتا ہے انکل، بعد میں آپ کو

www.urdufanz.com

بتائیں گے ۔ اس وقت تو آپ تاباں زبیری کا پتا بتائیے ۔ مجھے
وہاں سے ان دونوں کو لے کر عظیم آباد پہنچنا ہے ۔ اگر میں ان کے
بغیر وہاں پہنچی تو ابا جان ان پر بگڑیں گے ۔"

"لیکن اس طرح تو تم کافی دیر بعد پہنچو گی ۔"

"یہ اس سے بہتر ہے کہ میں تنہا وہاں پہنچوں ۔ میں نے
ان دونوں کو جانے سے روکا بھی تھا، لیکن وہ بھلا کسی کی سنتے
ہیں ۔" فرزانہ نے بُرا سا منہ بنا کر کہا اور پھر کمرے سے نکل آئی ۔
جلد ہی اسے ایک رکشا مل گیا ۔ شارع برگر کی تیسری سڑک کی
چوتھی گلی میں اتر کر وہ مکانوں کے نمبر پڑھتے ہوئے آگے بڑھنے
لگی ۔ گلی میں میونسپل کارپوریشن کی طرف سے لگایا ہوا بلب روشن
تھا ۔ اس کی روشنی میں مکان نمبر ایک سو بیس تک پہنچ گئی ۔
اس نے دیکھا، بیرونی دروازہ کھلا ہے ، نہ جانے اس کے جی میں
کیا آئی کہ دستک دیے بغیر اندر داخل ہو گئی ۔ برآمدے میں دبے
پاؤں چلتے ہوئے وہ ایک موڑ مڑتے مڑتے رک گئی ۔ اس نے دیوار
سے لگ کر سر آگے بڑھا کر دیکھا اور پھر دھک سے رہ گئی ۔ محمود
اور فاروق ایک تیسرے لڑکے کے ساتھ سامنے والے دروازے سے
کان لگائے کھڑے تھے ۔ لڑکا حیرت زدہ سا انہیں دیکھ رہا تھا ۔
لیکن فرزانہ صرف اس منظر کو دیکھ کر دھک سے رہ جانے والوں
میں سے نہیں تھی ۔ وہ تو اس لیے دھک سے رہ گئی تھی کہ ان

تینوں سے چند قدم کے فاصلے پر ایک لمبا چوڑا آدمی دیوار سے لگا
کھڑا تھا اور ان کی طرف ایسے انداز میں دیکھ رہا تھا جیسے ننھے منے
بچوں کی کسی شرارت سے لطف اندوز ہو رہا ہو اور پھر جونہی محمود اور
فاروق دروازے سے کان ہٹا کر مڑے ، ان کی نظریں اس لمبے آدمی
سے ٹکرائیں اور وہ اپنی جگہ ساکت رہ گئے ۔ ملازم لڑکے کی نظر
اس آدمی پر پڑی ۔ تو وہ تھر تھر کانپنے لگا ۔

"یہ کیا ہو رہا ہے ؟" لمبے آدمی نے گرجدار آواز میں کہا ۔

"کیا بات ہے حاتم ۔ تم کس سے بات کر رہے ہو ؟"
اندر سے تاباں زبیری کی آواز ابھری ۔

"ان جاسوس کے بچوں سے ۔"

"جاسوس کے بچوں سے ، کیا مطلب ؟" کمرے سے آواز
باہر آئی ، ساتھ ہی دروازہ بھی کھل گیا ۔

"ارے تم لوگ ابھی تک یہیں ہو ؟" تاباں زبیری نے محمود اور
فاروق کو دیکھ کر کہا ۔

"جی، یہ آپ کے کمرے کے دروازے سے کان لگائے کھڑے تھے ۔"

"اوہ !" تاباں زبیری کے منہ سے نکلا ، پھر اس نے غرا کر کہا ،
"تو تم فون پر ہونے والی گفتگو سننے کی کوشش کر رہے تھے ،
لیکن یہ غیر قانونی حرکت ہے ۔ جبار نے تمہیں اس کی اجازت کس
طرح دی ! کیوں جبار ، یہ کیا حرکت ہے ۔ جب ان لوگوں نے دروازے

www.urdufanz.com

سے کان لگائے تو تم نے احتجاج کیوں نہیں کیا؟" تاباں زبیری نے ملازم لڑکے پر لال پیلا ہوتے ہوئے کہا۔

"میں کچھ سمجھ ہی نہیں سکا کہ یہ کیا کر رہے ہیں؟" جبار نے بوکھلا کر کہا۔

"ہاں، یہ ٹھیک ہے مسٹر زبیری — یہ حیران پریشان کھڑا تھا۔ آپ کو تو ان سے پوچھنا چاہیے، یہ کیا کر رہے تھے۔" لمبے آدمی نے کہا۔
"حاتم، شاید تم یہ سُن کر حیران ہو گے کہ یہ انسپکٹر جمشید کے بیٹے ہیں۔"

"کیا؟ ارے، نہیں۔" اس کے منہ سے حیرت زدہ انداز میں نکلا۔
"ہاں، یہ بالکل ٹھیک ہے — یہ مجھ سے ملاقات کے لیے آئے تھے۔"

"لیکن یہ ملاقات کا کون سا طریقہ ہے کہ آپ فون پر کسی سے بات کر رہے ہیں اور یہ چھپ کر گفتگو سُن رہے ہیں۔"
"ہاں، یہ بات قابلِ اعتراض ہے۔ میں ان کے والد سے ان کی شکایت کروں گا، لیکن حاتم تم اس وقت یہاں کیسے؟"
"میں ایک انگریزی فلم کا آخری شو دیکھ کر ادھر سے گزر رہا تھا کہ تمہارا دروازہ کھلا نظر آیا۔ مجھے خیال گزرا کہیں تمہارے گھر میں کوئی چور تو نہیں گھس آیا — بس یہی دیکھنے کے لیے اندر چلا آیا۔ دیکھا تو یہ دروازے سے کان لگائے کھڑے تھے۔"

"ہوں، تم دونوں جا سکتے ہو، صبح تمہارے والد سے شکایت کروں گا۔" تاباں زبیری نے گویا اپنا فیصلہ سُنایا۔
"یہ غلط ہو گا۔ انہیں اس طرح جانے نہیں دینا چاہیے۔" حاتم نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔
"تو پھر تمہارے خیال میں ہم کیا کریں؟"
"اسی وقت انسپکٹر جمشید کو فون کر کے یہاں بلانا چاہیے اور اُسے دکھانا چاہیے کہ اس کے سپوت کیا گل کھلاتے پھر رہے ہیں؟"
"لیکن بھئی اس سے ہمیں کیا فائدہ ہو گا — اُلٹا ہمارا وقت ضائع ہو گا۔"

"پروا نہیں، ان لوگوں کو سبق سکھانا بہت ضروری ہے۔ اے چلو تم دونوں اندر۔"
"ارے ارے، جانے دو بھائی، آپ تو ویسے بھی حاتم ہیں۔ اور حاتم نامی آدمی کو یہ زیب نہیں دیتا کہ ایسا اقدام کرے — میں نے تو سُنا تھا کہ حاتم بہت سخی تھا۔" فاروق نے جلدی جلدی کہا۔
"میں وہ حاتم نہیں ہوں، چلو اندر۔"
"چلو بھائی اندر — حاتم صاحب نہیں مانیں گے۔" فاروق نے منہ بنایا۔ عین اسی وقت کھٹاک کی آواز آئی اور پھر برآمدے میں گھپ اندھیرا چھا گیا —

www.urdufanz.com

اس سے پہلے کہ ان کے دونوں بیٹے اور بیوی چیخ مار کر ان پر گرتے انسپکٹر جمشید نے خود کو ان کی لاش پر اس طرح جھکا دیا کہ وہ لاش کے کسی حصے کو چھو بھی نہ سکیں۔ ساتھ ہی انہوں نے کہا:

"خبردار، خود کو قابو میں رکھیے۔ آپ کی ذرا سی بے احتیاطی قاتل کی تلاش میں مشکلات پیدا کر دے گی۔ ہو سکتا ہے۔ خنجر پر اس کی انگلیوں کے نشانات موجود ہوں۔ کمرے کی کسی چیز کو بھی ہاتھ نہ لگایا جائے۔ پہلے تمام چیزوں کی تصویریں لی جائیں گی۔ انگلیوں کے نشانات اٹھائے جائیں گے۔ اس کے بعد آپ کو اجازت ہو گی کہ آپ لاش سے لپٹ کر اپنے دل کی بھڑاس نکال سکیں؛ تاہم میں آپ لوگوں کو صبر کی تلقین کرتے ہوئے یہ ضرور کہوں گا کہ انسان بے بس ہے۔ وہ کر ہی کیا سکتا ہے۔ خدا کی مرضی اسی طرح تھی۔ اب تو آپ لوگ دعا کریں کہ میں قاتل کو گرفتار کرنے میں کامیاب ہو جاؤں۔"

ان کے الفاظ نے انہیں رکنے پر مجبور کر دیا۔ وہ سب بری طرح بلک بلک کر رو رہے تھے۔ انسپکٹر جمشید نے جب یہ محسوس کر لیا کہ وہ ان کی بات سمجھ گئے ہیں تو لاش کے اوپر سے ہٹ کر انہوں نے سب سے پہلے صابر کے ہاتھوں اور جسم کا معائنہ کیا اور اس سے پوچھا:

"آپ کے ہاتھ خنجر کے دستے سے تو نہیں ٹکرائے؟"

انگلیوں کے نشانات

"کیا ہوا صابر، خیر تو ہے؟" الیاس شامی نے بوکھلا کر کہا۔ ساتھ ہی کمرے میں روشنی پھیل گئی۔ انہوں نے دیکھا، صابر اوندھے منہ فرش پر پڑا تھا اور اس کے نیچے کوئی دبا ہوا تھا۔

"م۔ میں اندھیرے میں ٹھوکر کھا کر گرا تو میرا جسم انسانی جسم سے ٹکرایا، اسی لیے میرے منہ سے چیخ نکل گئی۔ اف خدا، یہ میرے نیچے کون ہے؟"

انسپکٹر جمشید نے تیزی سے نظریں گھمائیں، بستر خالی پڑا تھا۔ جس کا صاف مطلب یہ تھا کہ صابر کے نیچے اس وقت احساس شامی دبے ہوئے تھے۔ انہوں نے جلدی سے آگے بڑھ کر صابر کو اٹھا دیا اور پھر کمرے میں چیخیں گونج اٹھیں۔ فرش پر احساس شامی کی لاش پڑی تھی۔ اس کے سینے میں ایک خنجر پیوست تھا۔ قالین کا رنگ پہلے ہی سرخ تھا، پھر بھی خون اس پر پھیلا ہوا صاف نظر آ رہا تھا۔ احساس شامی کی آنکھیں پھیل جانے کی حد تک کھلی ہوئی تھیں۔

www.urdufanz.com

"نن — نہیں۔"

"اچھا ہوا۔" یہ کہہ کر وہ فون کی طرف بڑھے اور اپنے محکمے کے ماہرین کو فون کیا — اس کے بعد انہوں نے خان رحمان کے نمبر ڈائل کیے — ادھر سے فرزانہ کی آواز سنائی دی تو انہوں نے یہ کہہ کر ریسیور رکھ دیا —

"تم تینوں فوراً علیم آباد کی نویں سڑک کی کوٹھی نمبر ایک سو نو میں آ جاؤ۔"

ریسیور رکھ کر انہوں نے سب پر ایک نظر ڈالی اور بولے:

"کیا یہ احساس شامی ہی ہیں۔ اس بات میں کوئی شک تو نہیں؟"

"جی نہیں، یہ ہمارے ابا جان ہی ہیں۔"

"ہوں، آج رات کو ان سے کوئی ملنے تو نہیں آیا تھا؟"

"جی ہاں، رات کے وقت ان کے سب سے گہرے دوست ملنے آئے تھے۔ صابر نے انہیں ان کے کمرے میں پہنچایا تھا اور اس کے بعد انہیں جاتے ہوئے کسی نے نہیں دیکھا۔"

"کیوں صابر میاں، کیا تم نے شامی صاحب کے دوست کو رخصت نہیں کیا تھا؟" انہوں نے پوچھا —

"جی نہیں، ان کے دوست نے خود ہی کہا تھا کہ میں ابھی کچھ دیر بیٹھوں گا — اس لیے تم آرام کرو۔" یہ سن کر میں اپنے کوارٹر

میں چلا گیا تھا۔" صابر نے کہا۔

"گویا آپ ان کے دوست کو ان کے کمرے تک چھوڑ کر بھی نہیں آئے تھے۔"

"جی نہیں، ان کا روز کا آنا جانا تھا۔ اس سے پہلے بھی میں انہیں کمرے تک نہیں لے جاتا تھا۔"

"پھر تو آپ یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ جس وقت ان کے دوست آئے، وہ زندہ تھے یا نہیں؟"

"جی، جی نہیں، لیکن اگر ان کے دوست کو کمرے میں لاش ملی ہوتی تو وہ ضرور چیخ پڑتے۔" صابر نے خیال ظاہر کیا۔

"ہاں، یہ تو ہے — دوست کا نام کیا ہے اور پتا بھی بتائیں۔"

"ان کے دوست کا نام تاباں زبیری ہے — وہ شارع بزرگ پر تیسری سڑک کی چوتھی گلی کے مکان نمبر ایک سو بیس میں رہتے ہیں۔"

"اوہ —" انسپکٹر جمشید کے منہ سے حیرت زدہ انداز میں نکلا — انہیں یہ بات اچھی طرح یاد تھی کہ خان رحمان کے گھر میں مہمانوں میں تاباں زبیری بھی تھے اور احساس شامی نے انہیں جو فون کیا تھا، اسے تاباں زبیری نے ہی ریسیو کیا تھا، پھر ریسیور انہیں دیا تھا۔ انہیں یہ بھی یاد آ گیا کہ فون پر احساس شامی کی آواز سن کر وہ پریشان ہو گئے تھے —

وہ گہری سوچ میں ڈوب گئے — ساتھ ہی انہوں نے کمرے کا بغور

www.urdufanz.com

معائنہ شروع کیا، لیکن اس سے پہلے انھوں نے گھر کے افراد کو دوسرے کمرے میں جانے پر مجبور کر دیا تھا۔ معائنہ کرتے وقت وہ بڑبڑاتے۔

"تو کیا میں نے احساس شامی سے فوری طور پر نہ مل کر غلطی کی ہے — یہ ضرور مجھے کوئی بہت اہم بات بتانا چاہتا تھا، لیکن قاتل نے اُسے اس کی مہلت نہ دی — وہ نہیں چاہتا تھا کہ مجھے احساس شامی کچھ بتائے؛ چنانچہ اس نے اسے ختم کر دیا — تو — تو کیا تابان زبیری نے ہی اسے ہلاک کیا ہے، کیونکہ فون کال اس نے رسیو کی تھی۔ اس نے احساس شامی کی آواز پہچان لی تھی، اسے یہ معلوم ہو گیا تھا کہ احساس شامی مجھ سے ملنا چاہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ نکاح کے فوراً بعد رخصت ہو گیا تھا۔ اسے خوف محسوس ہوا کہ کہیں میں اس سے مل نہ بیٹھوں — بس وہ مجھ سے پہلے یہاں پہنچ گیا — سوال یہ ہے کہ احساس شامی مجھے کیا بتانا چاہتا تھا — اس بات کے میرے علم میں آ جانے سے تابان زبیری کو کیا خطرہ تھا، کہیں میں غلط اندازے تو نہیں لگا رہا۔

انھوں نے نہایت باریک بینی سے کمرے کا جائزہ لینا شروع کیا — بستر پر شکنیں پڑی ہوئی تھیں — جس کا مطلب یہ تھا کہ احساس شامی کچھ دیر کے لیے بستر پر لیٹے تھے۔ پھر تابان زبیری کے آنے پر اُٹھ گئے ہوں گے — کرسیوں کے پاس رکھی میز پر چائے

کے دو کپ موجود تھے — ان میں معمولی سی مقدار میں چائے بھی نظر آ رہی تھی — میز پر ایک سگریٹ لائٹر اور ایک ایش ٹرے بھی تھی۔ سگریٹ کا ایک پیکٹ بھی موجود تھا — ایش ٹرے میں سگریٹ کے کئی ٹکڑے بجھائے گئے تھے — جس کا مطلب یہ تھا کہ احساس شامی نے مرنے سے پہلے کسی کے ساتھ چائے اور سگریٹ پیے تھے — تابان زبیری کو کسی نے جاتے نہیں دیکھا — اس نے صابر کو بھی رخصت ہوتے وقت یہ نہیں کہا کہ دروازہ اندر سے بند کر لو۔ یہ سب باتیں ظاہر کر رہی ہیں کہ قاتل تابان زبیری کے علاوہ کوئی نہیں۔ اب اگر چائے کے ان کپوں میں سے ایک پر، سگریٹ لائٹر پر اور سگریٹ کے پیکٹ پر اس کی انگلیوں کے نشانات مل جاتے ہیں تو گویا مسئلہ حل ہو جائے گا۔

وہ ان ہی خیالات میں گم تھے کہ بھاری قدموں کی آوازیں گونج اٹھیں — انھوں نے نظریں اٹھائیں تو سب انسپکٹر اکرام کو سب سے آگے پایا — اس کے پیچھے ماہرین اور پولیس والے تھے۔

"اکرام، تم فوراً اس پتے پر روانہ ہو جاؤ — اپنے ساتھ چار کانسٹیبل بھی لے لو — ٹھیک آدھ گھنٹے بعد میں اس پتے پر فون کروں گا — میرے فون کے بعد اگر کوئی شخص یہاں سے فرار ہونے کی کوشش کرے تو اسے کچھ دُور جا کر گرفتار کر لینا۔ تابان زبیری کا حلیہ نوٹ کر لو — یہ شخص اگر فرار ہونے کی کوشش کرے تو فوراً

www.urdufanz.com

یہی قاتل ہے۔ خیال رہے، اگر اس کا رُخ اس کوٹھی کی طرف ہو تو
اسے گرفتار نہ کیا جائے، کیونکہ میں اسے فون پر یہی کہوں گا کہ وہ
فوراً یہاں پہنچ جائے، اس صورت میں اس کا صرف تعاقب کیا جائے۔
اس کے بعد تم بھی یہیں چلے آنا۔"

"جی بہتر۔"

"ٹھیک ہے، تم روانہ ہو جاؤ۔ آدھ گھنٹے سے پہلے تمہیں وہاں
پہنچنا ہے۔" انہوں نے کہا اور اکرام واپس مڑ گیا۔ ماہرین اپنا
کام شروع کر چکے تھے۔ اچانک انہیں محمود، فاروق اور فرزانہ
کا خیال آیا۔ انہیں حیرت ہوئی کہ وہ اب تک کیوں نہیں پہنچے،
انہوں نے ایک بار پھر خان رحمان کے نمبر گھمائے۔ اس بار
دوسری طرف سے بیگم کی آواز سنائی دی۔ ان کی آواز سنتے ہی
وہ بولے:

"تمہارے جواب دینے کا مطلب یہ ہے کہ تینوں ادھر کے لیے
روانہ ہو چکے ہیں۔"

"معاملہ کچھ اس کے الٹ ہے۔" وہ بولیں۔

"کیا مطلب؟"

"آپ کا فون آنے سے کچھ پہلے محمود اور فاروق تاباں
زبیری سے ملنے گئے تھے، جب آپ کا فون ملا تو فرزانہ فوراً ان
کی طرف روانہ ہو گئی، تاکہ انہیں وہاں سے ساتھ لے کر آپ کی

طرف جا سکے۔"

"لیکن انہیں وہاں جانے کی کیا ضرورت پڑ گئی تھی؟"

"یہ وہی جانیں یا پھر آپ جانتے ہوں گے۔" بیگم نے منہ
بنا کر کہا۔

"خیر میں دیکھتا ہوں، وہ اب کہاں ہیں؟" انہوں نے فکرمند
ہو کر کہا۔ ان کا تاباں زبیری کے ہاں پہنچ جانا انہیں پسند نہیں آیا
تھا۔ اب وہ آدھ گھنٹے سے پہلے وہاں فون بھی نہیں کر سکتے تھے
کیونکہ اکرام سے پروگرام طے کر چکے تھے۔ انہوں نے دیکھا، ماہرین
کمرے کی مختلف چیزوں پر گریفائٹ پاؤڈر چھڑک کر تصویریں لے رہے
تھے۔ کپ، ایش ٹرے، سگریٹ لائٹر اور سگریٹ کے پیکٹ سے
انہوں نے خاص احتیاط سے تصویریں اٹھائی تھیں۔ کرسیوں اور میز
سے نشانات اٹھانے میں بھی احتیاط کی تھی۔ ایک ماہر نے پُرجوش
لہجے میں انہیں یہ خبر سنائی:

"خنجر کے دستے پر بھی انگلیوں کے نشانات موجود ہیں جناب۔"

"بہت خوب، پھر تو کامیابی بہت نزدیک ہے۔" انہوں نے
کہا۔

اسی وقت انہوں نے قدموں کی آوازیں سنیں۔

www.urdufanz.com

برآمدے میں گھٹا ٹوپ اندھیرا ان کے لیے بلّی کے بھاگوں چھینکا ٹوٹنے کے برابر تھا — انہوں نے اس موقعے سے فائدہ اٹھایا۔ فوری طور پر اپنے رُخ موڑے اور باہر کی طرف دوڑ لگا دی —

"خبردار، گولی مار دوں گا، رُک جاؤ" انہوں نے اپنے پیچھے حاتم کی آواز سُنی، لیکن وہ جانتے تھے، یہ خالی پیلی دھمکی تھی۔ اور کچھ بھی نہیں تھا — وہ دوڑتے چلے گئے — یہاں تک کہ گھر سے باہر نکل آئے — اسی وقت انہوں نے محسوس کیا کہ ان کے پیچھے بھی کوئی دوڑ رہا تھا —

"یار محمود، کوئی ہمارے پیچھے ہے"

"پروا نہ کرو، دوڑ جاری رکھو" محمود بولا۔

"لیکن ہمارے پیچھے آنے والے کی رفتار بھی ہم سے کم نہیں۔ وہ ہر آن ہم سے نزدیک ہوتا جا رہا ہے" فاروق بولا۔

"میں نے کہا نا، پروا نہ کرو" محمود نے جھلّا کر کہا۔

"اچھا، اب نہیں کروں گا پروا — مجھے اس بدبخت پروا کی پروا کرنے کی ضرورت بھی کیا ہے" فاروق نے بھی جھنّا کر کہا۔

"انگارے نہ چباؤ، رفتار بڑھاؤ تاکہ وہ ہم تک پہنچ ہی نہ سکے" محمود نے گویا مشورہ دیا —

"اچھا، مگر میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ یکایک اندھیرا کس

طرح ہو گیا تھا"

"بتی چلی گئی ہو گی — اتنا بھی نہیں سمجھتے" محمود بولا —

"غلط کہتے ہو، جب ہم برآمدے سے نکل کر دروازے کی طرف آئے تو وہاں بلب جل رہا تھا"

"اوہ ہاں، یاد آیا — بلب تو واقعی جل رہا تھا — ارے، لاحول ولا قوۃ — ہم اسے تو بھول ہی گئے، جبار کو — ضرور اس نے بلب پر کوئی چیز دے ماری تھی"

"لیکن وہ تو ہمارے ساتھ کھڑا تھا سہما ہوا — وہ یہ جرأت کس طرح کر سکتا تھا؟"

"بات دراصل یہ ہے کہ تم دونوں کا دماغ چل گیا ہے" اچانک ان کے پیچھے سے کہا گیا —

"ہائیں، یہ تم ہو فرزانہ، مگر تم ہمارے پیچھے کیا کر رہی ہو" فاروق نے بوکھلا کر کہا۔

"دوڑ رہی ہوں اور کیا کرتی" اس نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔

"ہائیں، تو کیا وہ تم تھیں، جس نے بلب پر کوئی چیز دے ماری تھی —

"اگر ایسا نہ کرتی تو حاتم تم دونوں کو مشکل میں ڈال دیتا" اس نے کہا۔

"ہاں، یہ بات تو ہے — پھر تو تمہارا بہت بہت شکریہ۔ تم

www.urdufanz.com

کتنی اچھی بہن ہو جو عین موقعے پر پہنچ گئیں — دنیا کی کوئی اور بہن اس قدر اچھے موقعے پر نہیں پہنچ سکتی۔" فاروق کہتا چلا گیا —

"کیا اوٹ پٹانگ بک رہے ہو؟"

"سڑک پر کب تک دوڑنے کا ارادہ ہے — وہ لوگ کار لے کر ہمارے تعاقب میں نکل پڑے تو کیا ہوگا۔" فرزانہ نے جھلا کر کہا —

"پھر تم کیا کہتی ہو؟"

"کوئی ٹیکسی روکو — ہمیں فوراً احساس شامی کے ہاں چلنا ہے۔"

"یہ احساس صاحب کہاں سے ٹپک پڑے۔" محمود نے حیران ہو کر کہا —

"وہ فون کال احساس شامی کی ہی تھی — وہاں کوئی گڑبڑ معلوم ہوتی ہے — ابا جان نے فون کیا تھا، وہ ہم تینوں کو بلا رہے ہیں؛ چنانچہ میں نے سوچا، تمہیں ساتھ لیتی چلوں — تاکہ تمہیں ابا جان سے جھڑکیاں نہ سننا پڑیں۔"

"تم تو واقعی بہت اچھی بہن ہو۔ ہم تو آج تک غلط فہمی کا ہی شکار رہے — کاش، ہمیں پہلے یہ بات معلوم ہو جاتی۔" فاروق سوچے سمجھے بغیر کہتا چلا گیا۔

"گویا تم مجھے آج سے پہلے ایک بُری بہن خیال کرتے رہے۔"

فرزانہ نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"ارے نہیں، میرے کہنے کا یہ مطلب ہرگز نہیں تھا۔" فاروق نے گڑبڑا کر کہا۔ اسی وقت ایک ٹیکسی ان کے پاس سے گزری — محمود چلا اٹھا —

"ٹیکسی —" ٹیکسی ڈرائیور نے بریک لگائے اور وہ تینوں جلدی جلدی ٹیکسی میں بیٹھ گئے۔ محمود نے ڈرائیور کو عظیم آباد کا پتا بتایا اور ٹیکسی روانہ ہوگئی —

"ہاں، تو تم کیا کہہ رہے تھے۔" فرزانہ نے فاروق کو گھورتے ہوئے کہا —

"دیکھو، کہیں آنکھوں ہی آنکھوں میں کھا نہ جانا۔" فاروق بولا۔

"یہ بتاؤ، وہاں جانے کا کوئی فائدہ بھی ہوا ہے یا نہیں؟"

"ہم اپنے ایک شبہے کی تصدیق کرنے گئے تھے اور وہ ہم کر آئے ہیں — یہ بات اب ثابت ہو چکی ہے کہ تاباں زبیری واقعی پریشان تھا۔ وہ اب تک جاگ رہا تھا۔"

"تم نے اس کے دروازے سے کان لگا کر کیا سنا تھا؟" فرزانہ نے پوچھا —

"یہ بات ہم صرف اور صرف ابا جان کو بتائیں گے۔" فاروق نے ٹھہری آواز میں کہا — اور فرزانہ پھر اسے گھورنے لگی —

"معلوم ہوتا ہے، آج تم گھورنے کا ریکارڈ توڑنے پر تُل گئی ہو۔"

www.urdufanz.com

محمود گنگنایا۔

"گویا تم بھی فاروق کا ساتھ دے رہے ہو؟"

"اس لیے کہ اس وقت ہم ایک ہی کشتی پر سوار ہیں۔" محمود بولا۔

"لو اور سنو، اب کشتیاں سڑک پر بھی چلنے لگیں۔" فاروق بولا۔

ٹیکسی ڈرائیور نے انہیں صرف پندرہ منٹ میں عظیم آباد پہنچا دیا۔ نویں سڑک پر مکان نمبر ایک سو نو تلاش کرنے میں انہیں کوئی دقت نہ ہوئی۔ دروازے پر پولیس دیکھ کر وہ چونکے:

"اندر خیر تو ہے جناب؟" محمود نے پوچھا۔

"تم کون ہو، تمہیں کیا؟"

"ہاں، یہ بھی ٹھیک ہے، ہمیں کیا۔" فاروق نے کندھے اچکائے۔

"ہم اس لیے پوچھ رہے ہیں کہ اندر جانا چاہتے ہیں۔"

"تم اندر نہیں جا سکتے، لیکن تم اندر جانا کیوں چاہتے ہو، یہ بتاؤ۔" ایک کانسٹیبل نے اکھڑ لہجے میں کہا۔

"اس لیے کہ ہمیں اندر بلایا گیا ہے۔ کیا اندر کوئی قتل وتل ہوگیا ہے یا پھر چوری ووری کی کوئی صورت ہوگئی ہے۔" فاروق نے جلدی جلدی کہا۔

"اتنے مہمل لفظ استعمال نہ کیا کرو۔" فرزانہ نے گویا اسے مشورہ دیا۔

"اچھا، آئندہ کوشش کروں گا۔ ہاں تو بھائی، بات یہ ہے کہ ہم اتفاق سے انسپکٹر جمشید کے بچے ہیں۔" فاروق بول اٹھا۔

"کیا کہا، اتفاق سے؟" فرزانہ نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"ارے باپ رے، سوری۔ غلطی ہوگئی۔ اتفاق سے نہیں بغیر اتفاق کے۔" فاروق نے گھبرا کر کہا اور کانسٹیبل نے گھبرا کر ان کے لیے راستہ چھوڑ دیا۔ کمرۂ واردات تک پہنچنے میں انہیں کوئی دقت نہ ہوئی۔ انہوں نے دیکھا، ان کے والد الجھن کے عالم میں ٹہل رہے تھے۔ ان کے قدموں کی آواز سن کر انہوں نے نظریں اوپر اٹھائیں۔

www.urdufanz.com

سنہری زنجیر

"تم وہاں کیا کرنے گئے تھے ـ جب کہ میں نے تمہیں ہدایت بھی کر دی تھی کہ تم میرے فون کا انتظار کرو گے ـ" انھوں نے ناخوشگوار لہجے میں کہا ـ

"تو آپ کو یہ بات معلوم ہو گئی ہے ؛ حالانکہ ہم نے یہاں پہنچنے میں بہت جلدی کی ہے ـ" فاروق نے مایوسانہ لہجے میں کہا۔

"جلدی کی ہے، میرے حساب سے تو تمہیں یہاں آدھ گھنٹے پہلے پہنچ جانا چاہیے تھا۔ خیر بتاؤ، کیا تیر مار کر آ رہے ہو۔"

"یہ کمرے کے فرش پر کہیں لاش تو نہیں پڑی ـ" فرزانہ نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں، لاش ہی ہے ــ اور اس بدنصیب کی ہے، جس نے فون کیا تھا ــ کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ اس غریب کی زندگی خطرے میں ہے ــ اس صورت میں میں فوراً یہاں آنے کی کوشش کرتا، لیکن اس نے فون پر صاف لفظوں میں تو کچھ کہا ہی نہیں تھا ــ

ـ ہائیں، تم مجھے باتوں میں لگانے کی کوشش کر رہے ہو۔ پہلے یہ بتاؤ کہ وہاں کیا گل کھلا کر آ رہے ہو؟"

"بات دراصل یہ ہے ابا جان کہ ہم نے فون سنتے وقت تاباں زبیری کے چہرے پر پریشانی کے آثار دیکھ لیے تھے۔ پھر یہ بات معلوم ہوئی کہ وہ پروگرام کے مطابق انکل کے گھر تک بھی نہیں آیا ــ نکاح کے فوراً بعد ہی رخصت ہو گیا ــ اس بات نے ہمیں اور بھی سوچنے پر مجبور کر دیا۔ لہذا ہم سے رہا نہ گیا اور ہم فرزانہ کو وہیں چھوڑ کر ادھر روانہ ہو گئے ـ" فاروق نے جلدی جلدی کہا ـ

بالکل غلط ابا جان، یہ مجھے نہیں چھوڑ گئے تھے، بلکہ میں نے ان کے ساتھ جانے سے بالکل انکار کر دیا تھا ــ لیکن جب آپ کا فون موصول ہوا تو انہیں لینے کے لیے مجھے وہاں جانا پڑا ـ"

"کیوں، تم انہیں فون کر کے یہاں کے لیے روانہ ہو سکتی تھیں۔ یہ بھی فون سن کر ادھر آ جاتے ـ"

"نہ جانے کیوں میں نے فون کرنا مناسب نہیں سمجھا ـ" فرزانہ نے جواب دیا۔

"خیر، اب یہ بتاؤ، وہاں کیا معلوم کیا ـ"

"کیوں، کیا اس لاش کا تعلق تاباں زبیری سے بھی ہے ـ" محمود نے چونک کر کہا ـ

"ہاں، یہ احساس شاہی کی لاش ہے ـ تاباں زبیری اس کا

www.urdufanz.com

گہرا دوست تھا اور مزے کی بات یہ کہ نکاح سے فارغ ہونے کے بعد وہ سیدھا یہیں آیا تھا۔"

"اوہ!" ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

"یہ کس طرح کہا جا سکتا ہے کہ تاباں زبیری نکاح کے بعد ادھر آیا تھا۔" محمود نے پوچھا۔

"نکاح تقریباً نو بجے ہوا تھا۔ ملازم صابر کا بیان ہے کہ رات کے وقت یہاں تاباں زبیری صاحب آئے تھے۔ ظاہر ہے وہ شام پانچ بجے خان رحمان کے ہاں موجود تھا، پھر ہمارے ساتھ بارات میں شامل ہو کر لڑکی کے گھر تک گیا۔ وہاں ہم نکاح سے تقریباً نو بجے فارغ ہوئے اور وہ وہاں سے رخصت ہو گیا۔ ظاہر ہے، نو بجے کے بعد ہی یہاں پہنچا ہوگا۔ ہم اس سے یہ سوال پوچھیں گے کہ وہ نو بجے سے گیارہ بجے رات تک کہاں رہا؟" انہوں نے کہا۔

"کیا صابر نے اس کے یہاں آنے کا وقت بتایا ہے؟"

"میں نے وقت نہیں پوچھا۔ اس کے ہاتھ میں میں نے گھڑی نہیں دیکھی تھی۔ لہٰذا وہ درست وقت شاید ہی بتا سکے۔"

"کوئی اور سراغ ملا؟"

"کمرے میں موجود چائے کے دو کپ، ایک سگریٹ لائٹر، ایک سگریٹ کا پیکٹ اور ایک ایش ٹرے پر سے انگلیوں کے نشانات اٹھائے

گئے ہیں۔ خنجر جو احسان شامی کے سینے میں پیوست ملا ہے۔ اس پر بھی انگلیوں کے نشانات ملے ہیں۔ اب ان کا جائزہ لیا جائے گا کہ وہ کس کس کی انگلیوں کے نشانات ہیں۔ اس غرض کے لیے گھر کے افراد کی انگلیوں کے نشانات بھی لیے جائیں گے اور ان کے تمام دوستوں وغیرہ کے بھی۔ سب سے گہری دوستی تاباں زبیری سے ہی بتائی گئی ہے۔ یہاں تک کہ ابھی ہمیں کسی اور دوست کا نام بھی معلوم نہیں ہوا۔ ارے تم پھر بات گول کر گئے۔ میں کہتا ہوں، سیدھی طرح بتاؤ، وہاں تم نے کیا دیکھا۔ کیا معلوم ہوا، لیکن نہیں، پہلے میں ایک فون کروں گا۔" یہ کہتے وقت ان کی نظریں گھڑی پر پڑیں اور انہوں نے ریسیور اٹھا کر تاباں زبیری کے نمبر ڈائل کیے۔ دوسری طرف سے فوراً ہی جواب ملا۔

"ہیلو، کون صاحب؟"

"میں انسپکٹر جمشید ہوں۔" انہوں نے کہا۔

"اوہ جناب، میں تو خود آپ سے ملنے کے لیے بے چین تھا۔ میں نے خان رحمان کے گھر فون کیا تھا۔ وہاں سے پتا چلا کہ آپ وہاں نہیں ہیں۔ نہ اپنے گھر میں ہو سکتے ہیں، لہٰذا میں صبر کر کے بیٹھ گیا تھا۔"

"یہ تو بہت ہی اچھی بات ہے کہ آپ مجھ سے ملنا چاہتے ہیں۔ میں بھی آپ سے ملنا چاہتا ہوں۔ آپ کے دوست کی لاش کمرے کے

www.urdufanz.com

فرش پر ملی ہے — ان کے سینے میں خنجر دستے تک پیوست ملا ہے اور سب سے زیادہ شک مجھے آپ کی ذات پر ہے — آپ کے قاتل ہونے کے امکانات بہت روشن ہیں — لہذا آپ ایک منٹ بھی ضائع کیے بغیر اپنے دوست کی کوٹھی میں تشریف لے آئیے، اسی میں آپ کی بہتری ہے — اگر آپ نے فرار ہونے کی کوشش کی تو آپ کی کوشش کو ناکام بنا دیا جائے گا۔"

"بھلا میں فرار کی کوشش کیوں کروں گا۔ مجھے کیا پڑی ہے ایسا کرنے کی — کیا آپ سچ کہہ رہے ہیں، شامی کی لاش ملی ہے اور ان کے سینے میں خنجر ہے۔"

"ہاں، اس میں ایک فی صد بھی جھوٹ نہیں ہے۔"

"افسوس، یہ کیا ہو گیا؟" اس نے کہا، پھر جلدی سے جیسے چونک کر بولا —

"میرا خیال ہے، میں یہیں آ جاتا ہوں۔"

"ٹھیک ہے، میں آپ کا بے چینی سے انتظار کر رہا ہوں اور ہاں آپ مجھے کس سلسلے میں ملنا چاہتے تھے؟"

"یہ بھی میں وہیں آ کر بتاؤں گا۔" اس نے ناخوشگوار لہجے میں کہا —

"ہو سکتا ہے، مجھے آپ کو گرفتار کرنا پڑے، لہذا پوری طرح

تیار ہو کر آئیے گا — میرا مطلب ہے، بے شک آپ اپنے وکیل کو ساتھ لے آئیے۔"

"میں اس کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں سمجھتا، کیونکہ میں نے اپنے دوست کو ہرگز قتل نہیں کیا۔ مجھے اپنے دوست سے بڑھ کر کون عزیز ہو گا — اور پھر میں اسے قتل کرنے بھی کیوں لگا۔ مجھے ایسا کرنے کی ضرورت بھی کیا تھی؟"

"ٹھیک ہے۔ باقی باتیں زبانی ہوں گی۔" انہوں نے کہا، اور ریسیور رکھ دیا — اب وہ پھر ان کی طرف مڑے اور بولے:

"اب ایک منٹ ضائع کیے بغیر بتاؤ۔"

انہوں نے تفصیل کہہ سنائی — انسپکٹر جمشید کا منہ بن گیا — انہوں نے ناراضی سے کہا:

"اس طرح بھاگنے کی کیا ضرورت تھی — وہ تمہارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا تھا۔"

"ہم ہرگز نہ بھاگتے — فرزانہ کے بلب توڑنے کی وجہ سے ایسا ہوا۔"

"فرزانہ تم نے بلب کس چیز سے توڑا تھا؟"

"اپنی جوتی سے۔"

"لیکن تمہارے پیروں میں تو دونوں جوتیاں ہیں۔" فاروق نے بے یقینی کے عالم میں گھورتے ہوئے کہا —

www.urdufanz.com

"اب میں اتنی بے وقوف بھی نہیں کہ اپنی ایک جوتی وہاں چھوڑ آتی — میں بلب کے تقریباً نیچے تھی — نشانہ لے کر اس طرح جوتی ماری کہ وہ میرے پاس ہی آ کر گری — میں نے فوراً اسے اٹھا کر پہن لیا — اور پھر تم دونوں کے پیچھے بھاگ کھڑی ہوئی — ابا جان ان سے یہ پوچھیے، انہوں نے فون پر کیا گفت گو سنی تھی؟"

"جی ہاں، یہ تو رہ ہی گیا — کسی نے عین اسی وقت تاباں زبیری کو فون کیا تھا — جب ہم کمرے سے نکل رہے تھے — باہر نکل کر ہم نے دروازے سے کان لگا دیے — تاباں زبیری کہہ رہے تھے، "ہیلو، ہاں — میں ہی بول رہا ہوں۔ ٹھیک ہے، تمہیں کوئی پریشانی نہیں ہوگی — فکر نہ کرو — میں تمہارا شکر گزار ہوں اور تمہارا یہ احسان زندگی بھر نہیں بھولوں گا" — اس کے ساتھ ہی ہم نے حاتم طائی صاحب کی آواز سُن لی تھی" فاروق کہتا چلا گیا —

"حاتم طائی کی نہیں، صرف حاتم کی" محمود نے کہا —

"یہ شخص میری سمجھ میں نہیں آیا — یہ وہاں کہاں سے ٹپک پڑا تھا — اس کا کہنا ہے کہ انگریزی فلم کا آخری شو دیکھ کر نکل رہا تھا۔ تاباں کی کوٹھی کے سامنے سے گزرا تو پھاٹک کھلا دیکھا — یہ شخص نہ صرف تاباں زبیری کا دوست ہے، بلکہ پڑوسی بھی ہے، لہٰذا یہ سوچ کر اندر گھس آیا کہ کہیں چور تو اندر داخل نہیں ہو گئے — چوروں کی بجائے اس نے ہمیں دروازے سے کان لگائے دیکھا اور چلا اٹھا۔"

"کیا تم فون پر ہونے والی گفت گو پوری دُہرا چکے ہو؟"

"جہاں تک ہم نے سنی تھی دہرا دی ہے — اگر حاتم صاحب نہ آ دھمکتے تو شاید کچھ اور بھی سُن سکتے"

"ہوں، خیر دیکھا جائے گا — اب تم ....."

ان کے الفاظ درمیان میں رہ گئے — اسی وقت ایک کانسٹیبل ان کی طرف آیا — اس کے ہاتھ میں ایک سنہری رنگ کی زنجیر تھی —

⊙

"لاش کا دایاں ہاتھ نیچے دبا ہوا تھا — اسے اٹھایا گیا تو اس ہاتھ میں یہ زنجیر نظر آئی"

"ہوں" یہ کہہ کر انہوں نے زنجیر لے لی — انہوں نے دیکھا، زنجیر میں ایک لاکٹ بھی لگا ہوا تھا اور اس لاکٹ میں مہاتما بدھ کی تصویر تھی — وہ سوچ میں ڈوب گئے —

"آؤ، ذرا ہم گھر کے افراد سے چند سوال کر لیں" انہوں نے محمود، فاروق اور فرزانہ سے کہا — پھر کمرے سے نکل کر ساتھ والے کمرے میں داخل ہو گئے — کمرے میں موجود لوگوں کی آنکھیں ابھی تک آنسو بہا رہی تھیں —

"معاف کیجیے گا حضرات، میں آپ کو تکلیف دینے چلا آیا۔

www.urdufanz.com

آپ یہ لاکٹ دیکھ رہے ہیں نا، کیا یہ احساس مرحوم کا ہے ؟"
سب نے لاکٹ کو بغور دیکھا۔ لاکٹ ایک کے ہاتھ سے دوسرے تک سفر کرتا ہوا ان کے پاس آ گیا۔ انہوں نے نفی میں سر ہلا دیے۔
"گویا یہ احساس صاحب کا نہیں ہے۔ اس کا مطلب ہے، یہ لاکٹ قاتل کا ہے۔ پھر تو یہ ہمیں ایک کام کی چیز ملی ہے۔"
"مسٹر صابر، کیا تم کچھ اندازہ لگا سکتے ہو، تاباں زبیری کس وقت ملنے آئے تھے ؟"
"گھر کے افراد نے رات کا کھانا تقریباً نو بجے کھایا تھا اور اس کے بعد اپنے کمرے میں چلے گئے تھے۔ اس کے تھوڑی دیر بعد تاباں زبیری آئے تھے اور میں نے ان کے لیے دروازہ کھولا تھا۔ بس وہ اندر چلے گئے اور میں نے اپنے کوارٹر کی راہ لی۔ کیونکہ اکثر دونوں دوست رات گئے تک باتیں کرنے کے عادی تھے۔ جب وہ جاتے تو احساس صاحب خود ہی اٹھ کر بیرونی دروازہ اندر سے بند کیا کرتے تھے۔ وہ اتنے اچھے تھے کہ مجھے سوتے سے جگانا پسند نہیں کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ایک بار ان کی طبیعت خراب ہو گئی۔ انہیں چائے کی شدید ضرورت محسوس ہوئی۔ رات کا ایک بج رہا تھا۔ وہ اٹھ کر باورچی خانے میں آئے اور خود چائے تیار کرنے لگے۔ اتفاق سے میری آنکھ کھل گئی۔ میں نے اپنے کوارٹر میں سے باورچی خانے میں روشنی دیکھی تو بہت حیران ہوا اور ڈرا بھی۔ ڈرتے ڈرتے

باہر نکل کر دیکھا تو وہ چائے پیتے نظر آئے۔ میں نے ان سے کہا کہ مجھے جگا دیا ہوتا، لیکن انہوں نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔ میں تمہاری نیند خراب کرنے کا قطعاً کوئی حق نہیں رکھتا۔" یہ کہا اور صابر زور زور سے رونے لگا۔ ان کے دل بھی بھر آئے۔ اس واقعے سے ظاہر تھا۔ احساس شامی ایک اچھے اور دوسروں کا احساس کرنے والے آدمی تھے۔
"خدا انہیں ہر قسم کے عذاب سے محفوظ فرمائے۔ اچھا ان کے کچھ اور دوست بھی تو ہوں گے۔"
"اور دوست تو کبھی کبھار ہی آنے والے ہیں۔ ان کے گہرے دوست تو بس تاباں زبیری ہی ہیں۔" بیگم شامی نے بتایا۔
"ان کی کسی سے دشمنی تو نہیں تھی۔ کاروبار کیا کرتے تھے؟"
"اون کا ایک کارخانہ ہے۔ خام اون سے صاف اون تیار کی جاتی ہے۔" ایاس شامی بولا۔
"اس کاروبار میں آپ دونوں بھی ان کا ہاتھ بٹاتے ہیں؟" انسپکٹر جمشید نے ان کے بیٹوں سے پوچھا۔
"میں ان کے ساتھ کارخانے جاتا ہوں، کیونکہ تعلیم مکمل کر چکا ہوں۔ الماس ابھی پڑھ رہا ہے۔"
"ہوں تو ان کی کسی سے دشمنی نہیں تھی ؟"
"جی نہیں۔" بیگم شامی نے کہا۔

www.urdufanz.com

"اچھا، تاباں زبیری کیا کام کرتے ہیں؟"

"ان کا کاروبار بھی یہی ہے — اون کا ہی کاروبار کرتے ہیں۔"

"تب تو کاروباری چکر بھی ہو سکتا ہے۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ تاباں زبیری کے کارخانے کی تیار کردہ اون آپ کے کارخانے کی اون سے کم فروخت ہوتی ہو۔"

"جی نہیں، ان کی اون ہماری اون سے زیادہ کامیاب ہے، لیکن ابّو اس بات کو کبھی بُرا محسوس نہیں کرتے تھے — ان کا کہنا تھا، زبیری اور اس کے کارکن اگر ہماری نسبت اچھی چیز تیار کرتے ہیں، تو اس کے حق دار بھی ہیں کہ ان کی اون زیادہ مقبول ہو — ہمیں جلنے کی بجائے اور کوشش کرنی چاہیے — اپنی اون کو بہتر بنانے کی کوشش کرنی چاہیے، وہ بھی اس نیت سے نہیں کہ ہم زبیری کو شکست دے سکیں، بلکہ صرف اس نیت سے کہ لوگوں کو زیادہ اچھی اون مہیا کر سکیں۔" الیاس شامی کہتا چلا گیا۔

واقعی آپ کے والد بہت اچھے آدمی تھے، مجھے حیرت ہے۔ یہ گھناؤنا جرم کس نے کر ڈالا — خیر، آپ لوگ فکر نہ کریں، خنجر پر اور دوسری چیزوں پر انگلیوں کے نشانات مل گئے ہیں — قاتل بہت جلد پکڑا جائے گا اور اسے قانون پوری سزا دے گا — وہ کسی صورت بھی بچ نہیں سکے گا۔"

اسی وقت انہوں نے قدموں کی آواز سنی، وہ دروازے کی

طرف مڑے — دیکھا کہ تاباں زبیری چلے آرہے ہیں۔

"کیا یہ واقعی درست ہے کہ آپ مجھ پر قاتل ہونے کا شک کر رہے ہیں؟"

"جی ہاں، اس کی وجوہات ہیں — آپ تشریف رکھیے، ہم اطمینان سے بات کریں گے۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"اس سے پہلے میں یہ کہنا پسند کروں گا کہ آپ نے اپنے بچوں کو کھلی چھوٹ دے رکھی ہے، جو غیر قانونی کام کرتے پھرتے ہیں۔"

"ان سے صرف غلطی یہ ہوئی ہے کہ فون پر ہونے والی گفتگو سننے کے لیے دروازے سے کان لگا دیے — آپ اسے ان کا جذبۂ تجسس کہہ سکتے ہیں۔ بعض اوقات یہ تجسس سے مجبور ہو جاتے ہیں، آپ چاہیں تو یہ آپ سے معافی مانگنے کے لیے تیار ہیں۔"

"خیر چھوڑیے، پوچھیے کیا پوچھنا ہے؟" تاباں زبیری نے بیٹھتے ہوئے کہا۔

"تھوڑی دیر تک انگلیوں کے نشانات کی تصدیق کی جانے والی ہے۔ سب سے پہلے تو آپ سب کو اپنی انگلیوں کے نشانات دینا ہوں گے — اس کے بعد میں آپ سے سوالات کروں گا۔"

"کیا مطلب! کیا آپ ہماری انگلیوں کے نشانات بھی لیں گے۔" الیاس شامی نے حیران ہو کر کہا۔

www.urdufanz.com

"جی ہاں، آج کی دنیا میں سبھی کچھ ممکن ہے۔ ہو سکتا ہے، آپ نے یا آپ کے بھائی نے یہ کام کیا ہو۔" انہوں نے کہا۔

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں، میرے بچے ایسے نہیں ہیں۔ یہ تو اپنے باپ سے بے تحاشا محبت کرتے تھے۔" بیگم شامی نے تڑپ کر کہا۔

"میں ان پر کوئی الزام نہیں لگا رہا۔ کارروائی تو پوری کرنا ہی پڑے گی۔"

ان سب کو انگلیوں کے نشانات دینے پڑے۔ اکرام نشانات لے کر کمرۂ واردات میں چلا گیا۔ تو انہوں نے کہنا شروع کیا۔

"بات یہ ہے تاباں زبیری صاحب کہ آپ اور احساس شامی صاحب گہرے دوست تھے۔ آپ احساس شامی کی آواز بخوبی پہچانتے تھے۔ جب احساس شامی صاحب نے مجھے خان رحمان کے گھر فون کیا تو اتفاق سے اس وقت آپ فون کے پاس بیٹھے تھے۔ آپ نے ریسیور اٹھا لیا۔ دوسری طرف کی آواز سن کر آپ پریشان ہوگئے۔ آواز آپ کے دوست کی تھی، لیکن فون چونکہ میرے لیے تھا، اس نے ریسیور مجھے دے دیا۔ یہ بات میں نے اور میرے بچوں نے اسی وقت محسوس کر لی تھی کہ آپ دوسری طرف کی آواز سن کر پریشان ہوگئے تھے۔ پھر آپ نکاح کے بعد بھی نہیں ٹھہرے۔ سب لوگوں کو واپس یہاں آنا تھا اور یہاں سے رخصت ہونا تھا، لیکن آپ

لڑکی کے گھر سے ہی رخصت ہوگئے۔ اس کے بعد ہوا یہ کہ مجھے اس فون کال کا خیال آیا اور میں یہاں پہنچ گیا۔ فون پر احساس صاحب نے اپنا نام بھی نہیں بتایا تھا، صرف پتا بتایا تھا۔ صاف ظاہر ہے، وہ کسی سے خوف زدہ تھے۔ میں یہاں پہنچا تو ہمیں شامی صاحب کی لاش ملی۔ ان لوگوں سے جب میں نے پوچھا کہ کوئی ان سے ملنے تو نہیں آیا تھا، تو انہوں نے آپ کا نام لیا۔ آپ یہاں آئے تھے۔ ملازم صابر نے آپ کے لیے دروازہ کھولا تھا، لیکن کسی کو یہ معلوم نہیں کہ آپ واپس کب اور کس حالت میں گئے۔ آپ اس سلسلے میں کیا کہتے ہیں؟" یہاں تک کہہ کر وہ خاموش ہوگئے۔

"اس میں کوئی شک نہیں کہ میں ملنے آیا تھا اور اکثر آتا رہتا ہوں۔ ہم دونوں کا کاروبار بھی ایک جیسا ہے، لہذا ہم اپنے اپنے کاروبار کو ترقی دینے کے لیے ایک دوسرے سے مشورہ کرتے رہتے تھے۔ اس طرح بعض اوقات ہم رات گئے تک باتیں کرتے رہتے تھے۔ میں جب یہاں پہنچا، تو شامی ابھی جاگ رہا تھا۔ اس نے میرے لیے گھر کا دروازہ کھولا اور ہم آپس میں باتیں کرنے لگے۔ تقریباً آدھ گھنٹے بعد میں نے اس سے اجازت لی اور رخصت ہوگیا۔"

"اور آپ نے صابر کو جگایا بھی نہیں کہ دروازہ باہر سے بند کر لے؟"

www.urdufanz.com

"دروازہ بند کرنے تو خود شامی صاحب آئے تھے ۔ ایسی صورت میں مجھے صابر کو جگانے کی کیا ضرورت تھی۔ شامی صاحب ملازم کو جگانا پسند نہیں کرتے تھے۔"

"ہوں، کیا آپ نے شامی صاحب کے ساتھ چائے بھی پی تھی؟"

"جی ہاں، نہ صرف چائے، بلکہ سگریٹ بھی پیے تھے۔"

"کیوں مسٹر صابر، کیا تم ان کے لیے چائے تیار کر کے لے گئے تھے؟" وہ صابر کی طرف مڑے ۔

"جی نہیں، میں رات کے کھانے کے بعد ان کے لیے پانچ چھ پیالیاں چائے کی بنا کر تھرموس میں ڈال کر ان کے سرہانے رکھ دیا کرتا تھا ۔ ان کی عادت تھی، سونے سے پہلے کئی کپ چائے پیتے تھے۔"

"بالکل ٹھیک، شامی نے مجھے بھی چائے تھرموس میں سے ہی پلائی تھی۔"

"گویا آپ کے پاس اس بات کا کوئی ثبوت نہیں کہ آپ بے گناہ ہیں؟" انسپکٹر جمشید بولے ۔

"کیا مطلب؟ میں گناہ گار کس طرح ہو گیا ۔ کیا گھر کا دروازہ اندر سے بند نہیں ملا تھا؟" تابان زبیری نے چونک کر کہا ۔

"جی ہاں، جب انسپکٹر صاحب آئے تو گھر کا دروازہ اندر سے

بند تھا اور میں نے ہی کھولا تھا۔" صابر نے فوراً کہا۔

"گویا دروازہ شامی صاحب نے ہی بند کیا تھا۔" انسپکٹر جمشید سوچ میں گم لہجے میں بولے ۔ کیونکہ اس طرح تو تابان زبیری بے گناہ ثابت ہو جاتے تھے ۔ جب کہ وہ شروع سے یہ خیال کر رہے تھے کہ تابان زبیری ہی قاتل ہے ۔

"گھر کا دروازہ بند ملا تھا، لیکن کھڑکی تو کھلی ملی تھی۔" فرزانہ نے اچانک کہا۔

"کیا مطلب؟" تابان زبیری زور سے چونکا ۔

"شامی صاحب کے کمرے کی کھڑکی کھلی ہوئی تھی، پھر ہم یہ کیوں نہ سمجھیں کہ آپ شامی صاحب کو قتل کر کے کھڑکی کے راستے فرار ہو گئے۔"

"نہیں نہیں، یہ غلط ہے ۔ میں بالکل بے گناہ ہوں ۔ میں جب اس گھر سے رخصت ہوا، اس وقت شامی بالکل زندہ تھا۔ اسی نے دروازہ اندر سے بند کیا تھا۔"

"تب پھر اس کا مطلب یہ ہوا کہ قاتل اس کے بعد اندر داخل ہوا اور وہ کھڑکی کے راستے اندر آیا ہوگا، کیونکہ شامی صاحب کسی سے خوف زدہ تھے ۔ اسی لیے تو انہوں نے مجھے فون کیا تھا۔"

"وہ کسی سے خوفزدہ تھے اور آپ کو کچھ بتانا چاہتے تھے، اگر وہ مجھ سے خوف زدہ ہوتے تو میرے لیے گھر کا دروازہ نہ کھلنے دیتے۔"

www.urdufanz.com

تاباں زبیری نے کہا۔

"ان حالات میں الماس شامی اور الیاس شامی بھی شک کی زد میں آ جاتے ہیں۔" محمود نے کہا۔

"توبہ کیجیے جناب، ہمارا خون اتنا سفید نہیں ہوا۔ ہمارے لیے یہ صدمہ ہی کیا کم ہے کہ اباجان قتل کر دیے گئے۔ اوپر سے آپ لوگ قتل کا الزام بھی ہمارے سر تھوپ رہے ہیں۔" الیاس شامی نے منہ بنایا۔

"برا ماننے کی ضرورت نہیں، ہم کیس کا ہر لحاظ سے جائزہ لیں گے۔ ایک اہم سوال یہ ہے کہ شامی صاحب نے مجھے فون کیوں کیا تھا، وہ مجھے کیا بتانا چاہتے تھے۔ اگر وہ کسی سے خوف زدہ تھے تو انہوں نے پولیس کو فون کیوں نہیں کیا، خاص طور پر مجھے ہی کیوں فون کیا۔ دوسرے یہ کہ انہوں نے اپنے خوف کا ذکر گھر کے کسی فرد سے بھی نہیں کیا۔ کہیں ہم غلط لائن پر تو نہیں سوچ رہے۔ ہو سکتا ہے، وہ خوف زدہ نہ رہے ہوں۔ کوئی اور خاص بات مجھے بتانا چاہتے ہوں۔ یا پھر انہیں....." ان کے الفاظ درمیان میں رہ گئے۔ اکرام کمرے میں داخل ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر عجیب سے تاثرات تھے۔

اندر آتے ہی اس نے کہا:

"سر، ایک منٹ کے لیے کمرۂ واردات میں آئیے۔"

چاروں فوراً ہی اٹھ کھڑے ہوئے اور باقی لوگوں کو وہیں ٹھہرنے

کا اشارہ کرتے ہوئے کمرے سے باہر نکل کر ساتھ والے کمرے میں داخل ہوئے۔ اکرام نے فوراً ہی دروازہ اندر سے بند کر لیا۔

"خیر تو ہے اکرام، بہت پُراسرار بن رہے ہو۔"

"اب اس میں کوئی شک نہیں ہے جناب کہ قاتل تاباں زبیری ہی ہے۔"

"وہ کیسے؟" انہوں نے چونک کر کہا۔

"یہ دیکھیے، خنجر کے دستے پر کس کا نام لکھا ہے؟"

انہوں نے دیکھا، خنجر کے دستے پر تاباں زبیری کا نام کھدا ہوا تھا۔

www.urdufanz.com

شاندار اجازت

"یہ ایک اچھی دریافت ہے۔ محمود، فاروق، فرزانہ، تم اس کمرے کا بغور جائزہ لو۔ شاید کوئی اور کام کی چیز مل جائے۔ میں ذرا تابان زبیری کو ٹٹول لوں۔" یہ کہہ کر انہوں نے چٹخنی گرائی اور پھر دوسرے کمرے میں چلے گئے۔

"انکل، آپ کچھ دیر ٹھہر کر نہیں آ سکتے تھے؟" فاروق ان کے جانے کے بعد بولا۔

"کیوں بھئی، کیا ہو گیا ہے؟"

"وہاں بہت دلچسپ گفتگو ہو رہی تھی اور اب ہمیں یہاں ٹامک ٹوئیاں مارنا پڑیں گی۔" فاروق نے منہ بنا کر کہا۔

"ہو سکتا ہے، ٹامک ٹوئیاں مارنے کے ساتھ ساتھ کوئی کام کی چیز مل جائے۔" اکرام نے جواب میں کہا۔

"دوستو، ہمیں یہ بات معلوم کرنی چاہیے کہ احساس شامی صاحب ڈائری لکھنے کے تو عادی نہیں تھے۔" محمود بول اٹھا۔

"تو جاؤ، پوچھ آؤ جا کر۔" فاروق نے فوراً کہا۔

"کبھی تم بھی کوئی کام کر لیا کرو۔" محمود نے تلملا کر کہا۔

"اچھا، یہ بات ہے۔ تو آج تمہارا گلا اتار ہی دیتا ہوں۔" یہ کہہ کر وہ کمرے سے نکلا اور ساتھ والے کمرے کے دروازے پر پہنچا۔

"ابا جان، ہم ان لوگوں سے ایک سوال پوچھنا چاہتے ہیں۔"

"کیا بات ہے؟" انہوں نے جھلا کر کہا۔

"کیا شامی صاحب ڈائری لکھنے کے عادی تھے؟"

"جی ہاں، وہ باقاعدگی سے ڈائری لکھا کرتے تھے۔"

"اور وہ اپنی ڈائری کہاں رکھتے تھے؟"

"اپنی تجوری میں۔" بیگم شامی نے کہا۔

"تو پھر تجوری کی چابی ہمیں دے دیں۔ بے فکر رہیں، ہم اس میں سے صرف ڈائری نکالیں گے۔" اس نے منہ بنا کر کہا۔

"چابی ان کی الماری کے اوپر والے خانے میں ہو گی۔"

"بہت بہت شکریہ۔" فاروق نے کہا اور واپس کمرۂ واردات میں پہنچا۔ یہاں بھی آوازیں پہنچ چکی تھیں۔ اس پر محمود اتنی دیر میں چابی الماری سے نکال چکا تھا اور اب تجوری کھول رہا تھا۔ تجوری میں انہیں نقدی، زیورات اور کچھ کاغذات ضرور نظر آئے، لیکن ڈائری یہاں کہیں نہیں تھی۔ انہوں نے تجوری کی مختلف درازیں بھی کھول ڈالیں لیکن ڈائری پھر بھی نہ ملی۔

www.urdufanz.com

"لو بھی، ڈائری تو یہاں ہے ہی نہیں، ضرور اسے قاتل لے گیا ہے۔" محمود نے کہا۔

"ٹھیک ہے، ہم قاتل کے گھر کی تلاشی لے کر اسے برآمد کر لیں گے اور اس طرح قاتل کا جرم ثابت ہو جائے گا۔" فاروق نے آسان ترکیب بتائی۔

"خدا تم سے سمجھے، جب تک یہ معلوم نہ ہو گا کہ قاتل کون ہے۔ ہم اس کے گھر کی تلاشی کس طرح لیں گے۔" فرزانہ نے جھلا کر کہا۔

"وہ تو ہمیں معلوم ہی ہے ۔۔۔ تاباں زبیری کے علاوہ بھلا اور کون قاتل ہو سکتا ہے۔" محمود نے کہا۔

"ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا۔"

"یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کسی خطرے کے پیش نظر انہوں نے ڈائری کمرے میں کہیں اور چھپا دی ہو۔" فاروق نے کچھ سوچ کر کہا۔

"ویری گڈ، یہ بات تو واقعی ہو سکتی ہے۔" فرزانہ نے خوش ہو کر کہا۔

"تو پھر آؤ، اس کمرے کو کھنگالیں۔"

"لیکن ہم پہلے ہی اسے کھنگال چکے ہیں۔" اکرام نے اعتراض کیا۔

"چلیے انکل، ایک بار ہم بھی دیکھ لیتے ہیں کھنگال کر ۔۔۔ دراصل بہت دن ہو گئے ہیں، کوئی کمرہ کھنگالے ہوئے ۔۔۔ ہمارے دل بہت

بے چین ہیں۔" فاروق نے شریر انداز میں کہا۔

"توبہ ہے تم سے۔" فرزانہ بولی۔

"وہ تو خیر ہے ہی۔" فاروق نے کہا اور کمرے کی چیزوں کو الٹ پلٹ کرنا شروع کر دیا ۔۔۔ اس دوران لاش پوسٹ مارٹم کے لیے بھجوائی جا چکی تھی ۔۔۔ انگلیوں کے نشانات کی چھان بین کے نتائج صبح سے پہلے ملنے کا کوئی امکان نہیں تھا ۔۔۔

تینوں ایک ایک چیز، ایک ایک خانے کا بغور جائزہ لے رہے تھے ۔۔۔ اکرام ان کی حرکتوں کو بغور دیکھ رہا تھا اور حیران ہو رہا تھا۔ شاید وہ سوچ رہا تھا کہ اس قدر باریک بینی سے اس نے اور اس کے ماتحتوں نے کمرے کی تلاشی نہیں لی ہو گی ۔۔۔

"یاد رکھو، ہمیں اس کمرے سے ڈائری تلاش کرنا ہے، ورنہ ابا جان ہمیں نالائقوں کا خطاب دے دیں گے۔" فرزانہ نے گویا انہیں جوش دلایا ۔۔۔

"ہمیں اس خطاب کی کچھ ضرورت نہیں، کیونکہ پہلے بھی کئی بار مل چکا ہے ۔۔۔ بہتر ہو گا، اس بار وہ ہمیں کوئی نیا خطاب دے دیں۔" فاروق مسکرایا ۔۔۔

"وحشت تیرے کی۔" محمود نے زور سے ران پر ہاتھ مارا ۔۔۔

"لو انہیں بھی موقع مہیا کر دیا میں نے ران پر ہاتھ مارنے کا۔" فاروق نے خوش ہو کر کہا۔

www.urdufanz.com

"اگر اسی طرح زبان چلاتے رہے تو ڈھونڈ چکے تم ڈائری۔"

"معاف کرنا میری ننھی بہن، میں ڈائری ہاتھوں اور آنکھوں سے ڈھونڈ رہا ہوں۔ ساتھ ساتھ دماغ بھی استعمال کر رہا ہوں، لیکن سب لوگ اچھی طرح جانتے ہیں کہ کسی چیز کو ڈھونڈنے کے لیے زبان کی قطعاً ضرورت نہیں ہوتی۔"

"چل پڑی۔ اب تو۔ اب کہاں رکے گی۔" فرزانہ نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سو فی صد درست اندازے لگانے میں بھی تمہارا جواب نہیں۔" فاروق شوخ لہجے میں بولا اور محمود بے ساختہ ہنس پڑا۔ فرزانہ نے دونوں کو کھا جانے والی نظروں سے گھورا۔ اور پھر بستر کی چادر الٹ دی۔

"بستر کی چادر پر غصہ اتارا جائے گا اب۔" فاروق نے گویا خبر سنائی۔

فرزانہ نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ وہ تو خود گدے کو گھور رہی تھی جو چادر کے نیچے نظر آیا تھا۔ اس نے گدے کو ہاتھ سے ٹٹولنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک ٹٹول ڈالا، لیکن کچھ نہ بنا۔ اب اس نے اسے اٹھا کر الٹ دیا۔

"آ گئی بے چارے گدے کی شامت۔" فاروق بولا اور پھر

چونک اٹھا۔ فرزانہ کی نظریں گدے کے عین درمیان میں جم کر رہ گئی تھیں۔ اس نے دیکھا، ایک جگہ ایک ننھی سی زپ لگی تھی۔ زپ اس کپڑے میں لگی ہوئی تھی جو گدے پر چڑھا ہوا تھا۔

"کیا تم دونوں کو اچانک سانپ سونگھ گیا ہے۔" محمود انہیں خاموش پا کر ان کی طرف مڑا۔ اس وقت وہ ایک الماری کا جائزہ لے رہا تھا۔ اس نے بھی زپ کو دیکھ لیا اور پھر فرزانہ نے زپ کو کھول دیا۔ دوسرے ہی لمحے فرزانہ کا ہاتھ زپ کھلنے کے بعد بننے والے خلا میں رینگ گیا۔ اس نے ادھر ادھر انگلیاں گھمائیں اور پھر جب اس کا ہاتھ باہر نکلا تو اکرام کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔

"ارے۔"

"وعلیکم ارے انکل۔" فاروق نے فوراً کہا۔

فرزانہ کے ہاتھ میں سرخ جلد والی ایک ڈائری تھی۔

○

ان کے دل تیزی سے دھڑکنے لگے۔ فرزانہ نے ڈائری کو اس طرح دبوچ رکھا تھا، جیسے اچانک اس کے پر نکل آنے کا خطرہ ہو۔ اور وہ پھر سے اڑ جائے گی۔

www.urdufanz.com

"فرزانہ، یہ کیا — تم تو اس ڈائری کو مضبوطی سے پکڑ کر بیٹھ گئی ہو — ارے بھئی کھولو اسے اور آخری دنوں کے اندراجات دیکھو — شاید شامی صاحب نے ذکر کیا ہو کہ وہ ابا جان سے کیا کہنا چاہتے تھے یا پھر ان دنوں وہ کسی چیز سے خوف زدہ تو نہیں تھے؟"

"بات دراصل یہ ہے کہ میرا دل دھڑک رہا ہے۔" فرزانہ نے کہا۔

"ثابت ہوا، تمہارا دل بہت کمزور ہے۔ کسی دل کے ماہر ڈاکٹر سے مشورہ کرنا، لیکن اس وقت تو ڈائری کھولنے کے لیے دل کو ذرا مضبوط کر لو یا پھر ڈائری میرے حوالے کر دو۔" فاروق نے منہ بنا کر کہا۔

"ہرگز نہیں، اسے میں نے تلاش کیا ہے۔"

"چلو ہم اس کی تلاش کا سہرا تمہارے ہی سر باندھ دیتے ہیں — اب کھولو گی یا بلاؤں ابا جان کو۔" محمود نے گویا دھمکی دی۔

"یہی تو میں چاہتی ہوں کہ اسے ابا جان کی موجودگی میں کھولا جائے۔"

"بھئی، انہیں پریشان کرنے کا کیا فائدہ — کیا خبر اس وقت وہ کس قدر اہم سوال پوچھ رہے ہوں اور اس ڈائری میں کچھ بھی نہ

لکھا ہو۔" فاروق نے کہا۔

"احمق ہو تم۔" فرزانہ نے کہا۔

"ویری گڈ فرزانہ — یہ کس بات سے اندازہ لگایا تم نے — ویسے میں خود بھی بہت دنوں سے اسے احمق ثابت کرنے کی کوشش میں تھا۔" محمود نے شوخ انداز میں کہا۔

"لو، نکلنے لگے چیونٹی کے بھی پر۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"فاروق کا احمق ہونا اس بات سے ثابت ہے کہ اس ڈائری میں کوئی خاص بات لکھی ہونے کے سلسلے میں یقین نہیں ہے، حالانکہ جس ڈائری کو اس قدر احتیاط سے چھپایا گیا ہو، اس میں کوئی خاص بات درج نہ ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔"

"بات تو واقعی ٹھیک ہے۔ چلو میں بھی مانے لیتا ہوں کہ فاروق واقعی احمق ہے — اب ڈائری کھولو۔"

"تم دونوں کے ماننے یا نہ ماننے سے کیا ہوتا ہے — تمہارے خیالات کوئی پتھر کی لکیر تو نہیں ہیں۔" فاروق نے لاپروائی سے کندھے اچکائے۔

فرزانہ نے انہیں ایک نظر دیکھا — اکرام بھی کافی بے چین نظر آ رہا تھا — آخر اس نے ڈائری کو کھول ڈالا — ڈائری کے ہر صفحے پر کچھ نہ کچھ لکھا تھا — اس نے آج کی تاریخ نکال لی — انہوں نے دیکھا، اس صفحے پر بھی کچھ لکھا ہوا تھا — وہ چاروں تحریر پر ایک ساتھ

www.urdufanz.com

جھک گئے ۔۔ الفاظ یہ تھے:

"میں نے بالآخر ایک فیصلہ کر لیا ہے اور اس فیصلے پر پہنچنے کے بعد انسپکٹر جمشید کو فون کر دیا ہے ۔۔ وہی مجھے ایسے آدمی نظر آتے ہیں، جو میری مدد کر سکتے ہیں۔ ان کے آنے کے بعد میں ہر بات انہیں صاف صاف بتا دوں گا۔ اگرچہ انہیں سب کچھ بتانے کے بعد مجھے حد درجے تکلیف ہوگی، لیکن کیا کیا جائے، اس کے بغیر چارہ بھی تو نہیں۔ مجھے سب کچھ انہیں بتانا ہی ہوگا ۔۔ میں آج رات گئے تک ان کا انتظار کروں گا ۔۔ مجھے یقین ہے وہ ضرور آئیں گے۔ اور گھنٹی بجی ہے ۔۔ شاید ۔۔ وہ آ گئے ہیں ۔۔ مجھے ڈائری چھپا کر ان کے استقبال کے لیے تیار ہو جانا چاہیے۔"

اس کے بعد ڈائری کے تمام صفحات خالی تھے ۔۔ وہ چند لمحے تک سوچ میں گم رہے، پھر محمود نے کہا:

"اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ جب انہوں نے گھنٹی کی آواز سنی، اس وقت تاباں زبیری آئے تھے، جب کہ وہ یہ سمجھے کہ ابا جان آتے ہیں۔"

"ہاں، لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ تاباں زبیری ہی قاتل ہے۔" فرزانہ بولی۔

"دھت تیرے کی ۔۔ یہ تو کچھ بھی نہ ہوا۔"

اسی وقت دروازہ کھلا اور انسپکٹر جمشید کی آواز ان کے کانوں سے ٹکرائی ۔۔

"وہ خنجر لے کر ادھر آؤ ۔۔ کیا تم کوئی کامیابی حاصل کر سکے۔"

"جی، جی ہاں ۔۔ بشرطیکہ آپ اسے کامیابی خیال کر سکیں۔" یہ کہہ کر فرزانہ نے کھلی ہوئی ڈائری ان کے آگے کر دی۔ انہوں نے جلدی جلدی آج کی تاریخ کے صفحے پر لکھے الفاظ پڑھے اور پھر بولے:

"بہت خوب، اس سے ہمیں کافی مدد ملے گی ۔۔ پچھلی تاریخوں کے اندراجات بھی پڑھنا ہوں گے۔ خیر، فی الحال خنجر لے کر اس کمرے میں چلو۔" انہوں نے کہا اور وہ دوسرے کمرے کی طرف بڑھے محمود کے ہاتھ میں وہ خنجر دیکھ کر تاباں زبیری تھرا اٹھا ۔۔

"یہ ۔۔ یہ خنجر۔"

"جی ہاں، یہی وہ خنجر ہے جس سے قتل کیا گیا ہے اور مزے کی بات یہ کہ اس پر آپ کا نام کھدا ہوا ہے ۔۔ شاید آپ اسی لیے تھرا اٹھے ہیں۔"

"جی ہاں، اسے دیکھتے ہی مجھے یہ بات یاد آ گئی تھی کہ اس پر میرا نام کھدا ہوا ہے۔"

"اب آپ کیا کہتے ہیں ۔۔ انہوں نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے

www.urdufanz.com

ہوئے کہا۔

"یہ کہ یہ خنجر میں نے بطور تحفہ اپنے دوست شامی کو دے دیا تھا، اور اس بات کی گواہی اس گھر کا ہر فرد دے گا۔"

"کیا مطلب؟"

"میرے گھر میں ان سب لوگوں کی دعوت تھی — وہاں یہ میرا عجائب خانہ بھی دیکھنے لگے — شامی کو یہ خنجر بہت پسند آیا — میں نے ان کی پسند کا خیال رکھتے ہوئے یہ اسے تحفے میں دے دیا تھا، اس روز کے بعد میں نے آج ہی یہ خنجر دیکھا ہے۔"

"اوہ، تو یہ بات ہے — وہ یہ خنجر کہاں رکھا کرتے تھے۔"

"اس الماری میں" بیگم شامی نے کہا، "جس میں سے آپ نے چابی لی ہے۔"

"ہوں، گویا اسے کوئی بھی شخص نہایت آسانی سے حاصل کر سکتا تھا، کیونکہ الماری کو تالہ نہیں لگایا جاتا۔"

"جی ہاں، میرے شوہر نقدی اور زیورات گھر میں رکھنے کے قائل نہیں تھے — تمام قیمتی چیزیں وہ بنک میں رکھتے تھے۔ اسی لیے تجوری کی چابی الماری میں رکھ دیتے تھے — یوں بھی گھر میں صرف ایک ملازم ہے اور وہ نہایت ایماندار ہے — دوسرے یہ کہ شامی اسے بھی اپنے گھر کا ہی ایک فرد سمجھتے تھے اور گھر میں جو چیز بھی آتی، اس میں سے اسے بھی حصہ ملا کرتا تھا — ظاہر ہے ان حالات میں

صابر کی طرف سے ہم کسی بے ایمانی کی امید نہیں رکھ سکتے تھے؛ لہذا یہ بات اسے بھی معلوم تھی کہ تجوری کی چابی الماری میں رکھی رہتی ہے۔"

"احساس شامی مجھ سے کس طرح واقف تھے؟" انہوں نے پوچھا، کیونکہ ڈائری کے الفاظ پڑھنے کے بعد یہ سوال پوچھنا ضروری ہو گیا تھا۔

"وہ آپ کے بارے میں جب بھی کچھ چھپتا، اسے بہت شوق سے پڑھا کرتے تھے۔ اکثر یہ بھی کہا کرتے تھے، اگر کبھی کوئی الجھن یا پریشانی آ پڑی تو میں ضرور ان کی مدد حاصل کروں گا، بلکہ وہ ہمیں بھی نصیحت کیا کرتے تھے کہ اگر کبھی کسی مصیبت میں پھنس جائیں، اور میں نہ ہوں تو انسپکٹر جمشید کی مدد لی جائے — وہ نہایت مخلص اور بے غرض آدمی ہیں۔"

"اور شاید اسی لیے انہوں نے مجھے فون کیا تھا — بھئی، محمود، فاروق، فرزانہ، ڈائری کی تلاش کے بعد تمہیں ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر نہیں بیٹھ جانا چاہیے — اس کمرے کی اور اچھی طرح تلاشی لو۔ میرا خیال ہے، یہاں سے کچھ اور کام کی چیزیں بھی مل سکتی ہیں۔"

"جی بہتر" انہوں نے کہا، اور جانے کے لیے مڑ گئے۔ اسی وقت انسپکٹر جمشید تابال زبیری سے بولے۔

"مسٹر زبیری، آپ اگر اپنے گھر جانا چاہیں تو بڑی خوشی سے

www.urdufanz.com

جا سکتے ہیں۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں اور اگر رات کا بقیہ حصہ
یہاں گزارنا چاہیں تو بھی ٹھیک ہے، تاہم آپ اس شہر کو
چھوڑ کر نہیں جا سکتے، جب تک کہ میری طرف سے آپ کو
اجازت نہ مل جائے، کیونکہ اس کیس میں ابھی صرف آپ ہی
ایسے آدمی نظر آ رہے ہیں، جو قاتل ہو سکتے ہیں۔"

"بہت اچھا، میں اپنے گھر جانا پسند کروں گا۔ میری جب
بھی ضرورت ہو، آپ مجھے فون کر سکتے ہیں۔"

"میں فون کروں یا نہ کروں، آپ صبح ناشتے کے وقت
یہاں ضرور آ جائیے گا۔"

"جی بہت بہتر۔" اس نے کہا اور کمرے سے نکل گیا۔

اس کے جانے کے فوراً بعد انسپکٹر جمشید اس کمرے سے نکل
کر کمرۂ واردات میں پہنچے اور محمود اور فاروق سے بولے:

"باہر میری جیپ موجود ہے۔ تم دونوں اس جیپ میں بیٹھ
کر تاباں زبیری کے تعاقب میں روانہ ہو جاؤ۔ میں تمہیں ہر قسم
کی آزادی دیتا ہوں۔"

"یہ ہر قسم کی آزادی کا کیا مطلب ہوا ابا جان۔ اس سے
پہلے تو آپ نے کبھی ایسی شاندار اجازت نہیں دی۔"

"مطلب یہ ہے کہ اپنی عقل سے کام لے کر کچھ بھی کر سکتے
ہو۔ فرزانہ میرے ساتھ رہے گی۔"

"جی بہتر۔" دونوں نے ایک ساتھ کہا اور کمرے سے نکل
کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھے۔ انہوں نے دیکھا، تاباں زبیری
اپنی کار اسٹارٹ کر رہا تھا۔

www.urdufanz.com

نشانات کس کے تھے؟

دوسری صبح فنگر پرنٹ کے عملے کے دو ماہرین اس وقت احساس شامی کی کوٹھی پہنچے — جب وہ سب ناشتا کر رہے تھے اور بعد دوپہر گھر والوں کو شامی صاحب کی لاش ملنے والی تھی — انسپکٹر جمشید چاہتے تھے، اس سے پہلے ہی اس کیس سے فارغ ہو جائیں، لیکن انگلیوں کے نشانات کی رپورٹ کے بغیر وہ کوئی قدم نہیں اٹھا سکتے تھے۔ رات محمود اور فاروق بھی کوئی بات نہ معلوم کر سکے — تابان زبیری اپنے گھر جانے کے بعد پھر گھر سے نہیں نکلا، لہٰذا وہ کیا معلوم کر سکتے تھے —

"ہاں بھئی، کیا رپورٹ ہے؟"

"عجیب و غریب اور امید کے خلاف۔" ایک ماہر نے کہا۔

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ چائے کے کپوں، سگریٹ لائٹر اور سگریٹ پیکٹ اور ایش ٹرے پر تابان زبیری اور احساس شامی کی انگلیوں کے نشانات بالکل صاف پائے گئے ہیں، لیکن جہاں تک خنجر کا تعلق

ہے، اس پر نہ تو تابان زبیری کی انگلیوں کے نشانات ہیں — نہ خود احساس شامی کی اور نہ گھر کے کسی اور فرد کی۔"

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟" انسپکٹر جمشید کے لہجے میں بلا کی حیرت در آئی — کیونکہ اس طرح تو کیس کے اور الجھنے کے آثار پیدا ہو گئے تھے —

"یہ میرا نہیں، رپورٹ کا کہنا ہے۔" ماہر مسکرایا —

"کیا آپ کو پورا یقین ہے — غلطی تو نہیں ہوئی۔"

"بالکل نہیں، پوری احتیاط کی گئی ہے۔"

"تو پھر خنجر کے دستے پر پائے جانے والے انگلیوں کے نشانات کس کے ہیں —"

"ابھی تک یہ معلوم نہیں جا سکا — نشانات کو ریکارڈ سیکشن میں بھیج دیا گیا ہے اور فوری رپورٹ مانگی گئی ہے۔"

"حیرت ہے، اس طرح تو ہم تابان زبیری کو گرفتار بھی نہیں کر سکیں گے، جب کہ میں آج صبح اسے گرفتار دیکھنا چاہتا تھا۔"

"ان حالات میں میں کیا کہہ سکتا ہوں۔"

"ہوں، خیر کوئی بات نہیں — دیکھا جائے گا، جیسے ہی یہ بات معلوم ہو کہ نشانات کس کی انگلیوں کے ہیں، مجھے فون پر بتا دیا جائے۔"

"جی ہاں، یہی کیا جائے گا۔" یہ کہہ کر دونوں چلے گئے — وہ

www.urdufanz.com

سوچ میں ڈوب گئے۔ پھر اپنے گھر کی طرف روانہ ہوئے۔

"ابا جان، مجھے تجوری کی ایک خفیہ دراز میں سے ایک بہت پرانا اخبار ملا ہے۔" اچانک فرزانہ نے راستے میں کہا۔

"کیا اس میں کوئی خاص بات ہے۔ اس کیس سے متعلق کوئی خبر ہے۔"

"جی نہیں، جب محمود اور فاروق تابان زبیری کے تعاقب میں نکل گئے تو میں نے کمرے میں اپنی کوشش جاری رکھی تھی۔ تجوری میں مجھے وہ اخبار ملا۔ میں نے اس پر شروع سے لے کر آخر تک نظر ڈالی، لیکن کوئی کام کی بات نظر نہیں آئی، پھر بھی میں نے اخبار ایک جگہ محفوظ رکھ لیا ہے۔ اس خیال سے کہ شاید آپ اسے دیکھنا پسند کریں۔"

"آخر اس اخبار میں کیا بات ہو سکتی ہے، تمہیں بلا وجہ وقت ضائع کرنے کی عادت پڑ گئی ہے۔" محمود نے منہ بنایا۔

"بھلا ایک اخبار کو تجوری میں سے نکال کر ایک اور جگہ رکھ دینے میں کتنا وقت ضائع ہوا ہوگا۔ کیا ذہن میں یہ سوال نہیں پیدا ہوتا کہ آخر ایک پرانے اخبار کو تجوری میں رکھنے کی کیا ضرورت پڑ گئی تھی۔"

"واقعی بات سوچنے کی ہے۔ فرزانہ، میں اس اخبار کو ضرور دیکھوں گا۔"

"میں ابھی دیتی ہوں ابا جان۔" فرزانہ نے خوش ہو کر کہا۔ محمود اور فاروق بڑے بڑے منہ بنانے لگے۔ فرزانہ نے جیب کے ایک خانے میں سے اخبار نکال کر ان کی طرف بڑھا دیا۔

"ٹھیک ہے، گھر جا کر اسے دیکھوں گا۔" وہ بولے۔

گھر پہنچ کر محمود، فاروق اور فرزانہ نے تو اپنے بستے سنبھالے اور انسپکٹر جمشید اخبار میں گم ہو گئے۔ یہ پچیس سال پرانا اخبار تھا۔ وہ دفتر کے وقت سے پہلے پہلے اخبار پورا پڑھ لینا چاہتے تھے۔ انہوں نے ایک ایک خبر کو غور سے پڑھا۔ اس میں شائع ہونے والی تصویروں کو باریک بینی سے دیکھا، لیکن موجودہ کیس سے متعلق کوئی بات معلوم نہ ہو سکی۔ آخر اخبار اپنے بریف کیس میں رکھا اور دفتر کی طرف روانہ ہو گئے۔ دفتر پہنچتے ہی انہوں نے اکرام سے پوچھا:

"فنگر پرنٹ ریکارڈ سیکشن کی کیا رپورٹ ہے۔"

"رپورٹ عجیب و غریب اور پریشان کن ہے۔" اکرام بولا۔

"کیا مطلب؟" وہ حیران ہو کر بولے۔

"اس رپورٹ پر پائے جانے والے انگلیوں کے نشانات ڈونکی کے ہیں۔"

www.urdufanz.com

پورے دفتر میں لوگ اپنے اپنے کام میں مشغول تھے۔ ملی جلی سی آوازیں مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی طرح گونج رہی تھیں، لیکن انسپکٹر جمشید کے کمرے میں یک لخت خاموشی طاری ہوگئی تھی۔ اکرام کے منہ سے ڈونگی کا نام نکلتے ہی یہ خاموشی طاری ہوئی تھی۔۔۔ آخر انسپکٹر جمشید بولے۔۔

" جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے، ڈونگی ایک بہت مشہور بلیک میلر تھا۔۔ لوگوں کی کمزوریاں معلوم کرکے اور ان کی کمزوریوں کی تصاویر حاصل کرکے، وہ ان کی نقلیں ان کے پاس بھیج دیتا تھا، اور یہ دھمکیاں دیا کرتا تھا کہ اگر اتنی رقم ماہانہ اسے ادا نہ کی گئی تو وہ ان کا راز سارے شہر پر فاش کر دے گا۔ دولت مند لوگ راز کھلنے کے ڈر سے اسے رقوم دینے پر مجبور ہو جاتے تھے۔ اس کا ایک پورا گروہ تھا۔۔ یہ بات آج تک معلوم نہیں ہو سکی کہ اس گروہ کا لیڈر کون تھا۔۔ خیال یہی تھا کہ ڈونگی ہی لیڈر ہے، کیونکہ اسی کا نام سامنے آتا تھا۔۔ پھر ایک جرأت مند سیٹھ نے اسے گرفتار کرا دیا تھا۔ عدالت نے اسے عمر قید کی سزا دی تھی۔ لیکن پھر وہ جیل سے بھاگ نکلا تھا۔۔ اس کے بعد آج تک پکڑا نہیں گیا۔ پولیس مدتوں اس کی تلاش میں چھاپے مارتی رہی، وہ آج بھی مفرور ہے۔۔ اتنا عرصہ گزر جانے کے بعد آج میں نے

تمہاری زبان سے اس کا نام سنا ہے اور ہاں، اس کے ساتھ اس کا ایک ساتھی بھی تو گرفتار ہوا تھا۔۔ اب اس کا نام یاد نہیں آ رہا۔۔ اکرام تمہیں جیل سپرنٹنڈنٹ سے اس کے ساتھی کا نام اور حلیہ معلوم کرنا ہے۔۔ مجھے یاد آ گیا، وہ دونوں ساتھ ہی گرفتار ہوئے تھے اور ساتھ ہی جیل سے فرار ہوئے تھے "

" آپ کی یادداشت حیرت انگیز ہے۔۔ میں نے بھی ڈونگی کے بارے میں یہی معلومات حاصل کی ہیں۔۔ اور اس کے ساتھی کا نام بھی معلوم کر لیا ہے۔۔ وہ ماسٹر آرگن کہلاتا تھا "

"اوہ " انسپکٹر جمشید کے منہ سے بے اختیار نکلا۔۔ پھر انہوں نے بے تابی کے عالم میں اپنا بریف کیس کھول ڈالا اور پھر اس میں سے وہی پرانا اخبار نکالا۔۔ کانپتے ہاتھوں سے انہوں نے اسے الٹ پلٹ کر دیکھا اور پھر ایک خبر پر ان کی نظریں جم گئیں۔ اس خبر کے ساتھ دو آدمیوں کی تصویریں بھی دی گئی تھیں۔ تصویریں بہت نمایاں تھیں۔۔ ان میں سے ایک کے نیچے ڈونگی اور دوسری کے نیچے ماسٹر آرگن لکھا تھا۔۔ ان کے فرار کی خبر نیچے تفصیل سے دی گئی تھی۔۔

اکرام نے اس اخبار کو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھا اور پھر حیرت زدہ انداز میں بولا:

" یا خدا رحم، یہ اس زمانے کا اخبار آپ کے پاس کیسے آ گیا۔

www.urdufanz.com

کیا آپ کو فنگر پرنٹ سیکشن کے عملے کی طرف سے رپورٹ پہلے ہی مل گئی تھی ؟"

"نہیں، یہیں آ کر سنی ہے۔۔ یہ اخبار فرزانہ کی دریافت ہے۔ اسے یہ احساس شامی کی تجوری میں رکھا ہوا ملا ہے۔۔ کیس ہر لمحے دلچسپ تر ہوتا جا رہا ہے۔ ٹھہرو، پہلے میں تاباں زبیری کو تو فون کر دوں۔"

یہ کہہ کر انہوں نے اس کے نمبر ڈائل کیے، سلسلہ فوراً ہی مل گیا۔۔ دوسری طرف سے ریسیور بھی تاباں زبیری نے ہی اٹھایا۔

"ہیلو، زبیری صاحب، آپ کو مبارک ہو۔۔ اس کیس سے آپ کی لاتعلقی ثابت ہو گئی ہے۔۔ یہ قتل ایک شخص ڈونکی نے کیا ہے۔۔۔ وہ جیل سے بھاگا ہوا ایک مجرم ہے، عمر قید کا مجرم۔ مجھے افسوس ہے آپ کو بلا وجہ پریشان کیا گیا۔۔ اب ہم ڈونکی کی تلاش شروع کرا رہے ہیں۔۔ امید ہے، آپ کوئی خیال نہیں کریں گے۔"

"کوئی بات نہیں جناب، آپ کا بہت بہت شکریہ، اس خوش خبری کے لیے۔۔۔ میں بقیہ تمام رات سو نہیں سکا تھا۔"

"اب آپ بھی تان کر سوتے رہیے، آپ کو کوئی پریشان نہیں کرے گا۔"

یہ کہہ کر انہوں نے ریسیور رکھ دیا اور اکرام سے بولے:

"تو ڈونکی اور ماسٹر آرگن کی تلاش کے سلسلے میں کیا کیا گیا ہے؟"

"پورے شہر میں ہی تلاش شروع کی جا چکی ہے۔ بدنام جگہوں پر چھاپے مارے جا رہے ہیں۔"

"ہوں، جوں جوں میں ان تصویروں کو دیکھتا ہوں، یہ سوال میرے ذہن میں ابھرتا ہے کہ آخر احساس شامی نے اس اخبار کو کیوں سنبھال کر رکھا تھا۔۔ اس کا ڈونکی سے کیا تعلق تھا۔۔ ڈونکی نے اسے کیوں قتل کیا۔۔۔ یار کمال ہے، شروع میں یہ کیس مجھے جتنا سیدھا سادا محسوس ہوا تھا، اب یہ اتنا ہی پیچیدہ ہو گیا ہے۔"

یہ کہتے وقت انہوں نے نظریں ایک بار پھر تصویروں پر جما دیں۔۔ وہ ٹکٹکی باندھے انہیں دیکھتے چلے گئے۔۔ اس دوران اکرام کی آواز ان کے کانوں سے ٹکرائی:

"ہم ایک شخص کو بھول رہے ہیں جناب۔"

"کس شخص کو ؟" ان کے منہ سے بے خیالی کے عالم میں نکلا۔

"اس شخص کو جس نے محمود اور فاروق کو تاباں زبیری کے دروازے سے کان لگائے پکڑا تھا۔"

"اوہ ہاں، تمہارا مطلب حاتم سے ہے۔۔ خیر ہم اسے بھی چیک کریں گے۔"

یہ کہتے وقت بھی ان کی نظریں دونوں تصویروں پر جمی رہیں۔ اکرام نے اکتا کر کہا:

www.urdufanz.com

"آخر آپ ان میں کیا دیکھ رہے ہیں؟"

"نہ جانے مجھے ان تصویروں میں کیا نظر آ رہا ہے اکرام۔ ذرا تم بھی انہیں بغور دیکھو۔" انہوں نے اخبار اس کے آگے کر دیا۔ کافی دیر تک وہ دونوں تصویروں کو بغور دیکھتا رہا، پھر تنگ آ کر بولا:

"مجھے تو ان میں کوئی خاص بات نظر نہیں آئی جناب۔"

"لاؤ، مجھے دو۔ میں کچھ دیر اور ان تصویروں کو دیکھنا چاہتا ہوں۔"

انہوں نے کہا۔ اخبار لیا اور پھر تصویروں میں گم ہو گئے۔ اکرام کی حیرت لمحہ بہ لمحہ بڑھتی جا رہی تھی، کیونکہ انسپکٹر جمشید پلکیں تک نہیں جھپک رہے تھے، پھر نہ جانے کتنی دیر ہو گئی اور اکرام یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ کہیں اس کے آفیسر کا خدانخواستہ دماغ تو نہیں چل گیا۔

"سر، کیا آپ جاگ رہے ہیں؟"

"تو کیا تمہارے خیال میں میں سو گیا ہوں؟" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"آخر ایسی بھی کیا محویت۔ ان تصویروں میں آپ کو کیا نظر آ گیا ہے؟"

"یہی تو رونا ہے۔ میرا دماغ بار بار مجھ سے یہ کہہ رہا ہے کہ

ان دونوں تصویروں میں کوئی خاص بات ہے، لیکن آنکھوں کو ابھی تک کچھ محسوس نہیں ہو رہا۔ خدا جانے کیا چکر ہے، لیکن اتنا میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ کوئی چکر ضرور ہے۔"

انہوں نے کہا، خیالات میں کھو گئے۔

www.urdufanz.com

پُرانا ملازم

شام کے پانچ بجے انسپکٹر جمشید گھر پہنچے تو محمود، فاروق اور فرزانہ بے چینی سے ان کا انتظار کر رہے تھے۔ فرزانہ انہیں دیکھتے ہی بولی:

"کچھ پتا چلا ابا جان؟" "خنجر پر پائے جانے والے نشانات ایک سزا یافتہ مجرم ڈونکی کے ہیں۔ پچیس سال پہلے وہ ایک بلیک میلر تھا۔ وہ اور اس کا ساتھی گرفتار ہو گئے تھے اور عدالت نے انہیں عمر قید کی سزا دی تھی، لیکن وہ دونوں کسی طرح جیل سے فرار ہو گئے۔"

"اوہ، لیکن سوال یہ ہے کہ احساس شاہی کا ان دونوں سے کیا تعلق ہے؟"

"یہ بات ابھی تک معلوم نہیں ہو سکی؛ تاہم ایک اور عجیب بات معلوم ہوئی ہے اور اس بات کا سہرا فرزانہ کے سر ہے۔"

"آج کل تو فرزانہ سہرے تھوک کے حساب سے حاصل کر رہی

ہے۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"تو تم کیوں جلے جا رہے ہو؟"

"جلتی ہے تمہاری جوتی — مجھے کیا ضرورت ہے جلنے کی۔"

"فضول باتیں پھر کبھی کر لینا، یہ تو سن لو کہ وہ عجیب بات کیا ہے۔" محمود نے جھلا کر کہا۔

"فرزانہ کو ایک اخبار احساس شاہی کی تجوری میں رکھا ملا تھا۔ وہ اخبار بھی آج سے پچیس سال پرانا ہے اور لطف کی بات یہ کہ اس میں ڈونکی اور ماسٹر آرگن کے جیل سے فرار کی خبر چھپی ہے۔ سوال یہ ہے کہ یہ اخبار احساس شاہی کے پاس کہاں سے آیا، اُس نے اسے تجوری میں کیوں رکھا ہوا تھا۔"

"اوہو، تو اس اخبار کی اہمیت ثابت ہو ہی گئی؛ حالانکہ ہم نے پورا اخبار پڑھ کر دیکھا تھا۔" فرزانہ نے حیران ہو کر کہا۔

"اخبار تو صبح میں بھی پڑھنے کے بعد ہی دفتر گیا تھا، لیکن اخبار کی اہمیت تو ڈونکی اور اس کے ساتھی ماسٹر آرگن کا نام سامنے آنے کے بعد واضح ہوئی ہے — اب تم بھی ذرا اس خبر اور تصویروں کو غور سے دیکھ لو۔" یہ کہہ کر انہوں نے بریف کیس میں سے اخبار نکال کر ان کے سامنے رکھ دیا۔

تینوں اس خبر پر جھک گئے — خبر پڑھنے کے بعد انہوں نے تصویروں کو غور سے دیکھنا شروع کیا، آخر نظریں ہٹائیں اور ان کی

www.urdufanz.com

طرف دیکھنے لگے۔

"کیا خیال ہے؟" انھوں نے پوچھا۔

"تصویریں تو واقعی جرائم پیشہ آدمیوں کی ہیں۔" فاروق بولا۔

"یہ کون کہہ رہا ہے کہ یہ جرائم پیشہ نہیں ہیں۔ یہ بتاؤ کہ ان کی صورتیں دیکھنے کے بعد کس نتیجے پر پہنچے ہو؟"

"ابھی تک میں تو کسی نتیجے پر نہیں پہنچ سکا۔" محمود نے فوراً کہا۔

"اور نہ میں۔" فرزانہ بولی۔

"بات دراصل یہ ہے کہ نتیجے پر پہنچنے کے لیے عقل کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ تم دونوں کے پاس ہے نہیں۔"

"عقل مند صاحب، تم بتادو کس نتیجے پر پہنچے ہو؟"

"یہ کہ احساس شامی دراصل ماسٹر آرگن تھا۔"

"کیا مطلب؟" نہ صرف محمود اور فرزانہ بلکہ انسپکٹر جمشید تک نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"جی ہاں، ڈونکی اور ماسٹر آرگن نے فرار ہونے کے بعد الگ الگ زندگی گزارنے کا فیصلہ کیا ہوگا۔ اتنا عرصہ گزرنے کے بعد ڈونکی نے ماسٹر آرگن سے کوئی مطالبہ کیا۔ ماسٹر آرگن نے پورا کرنے سے انکار کر دیا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بلیک میلنگ کا روپیہ آرگن نے دبا لیا ہو اور غصے میں آ کر ڈونکی نے آرگن کو ختم کر دیا۔" فاروق

کہتا چلا گیا۔

"بہت دُور کی کوڑی لائے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ماسٹر آرگن کی تصویر اور احساس شامی کی شکل میں کوئی مشابہت ہے یا نہیں۔ احساس شامی کی تصویر ہمیں حاصل کرنا ہوگی۔ خیر وہ ہم کر ہی لیں گے۔ میں دفتر میں تمام دن ڈونکی کے بارے میں معلومات حاصل کرتا رہا ہوں۔ وہ ایک ہوٹل الاسکا میں بہت اٹھتا بیٹھتا تھا، ہم تھوڑی دیر بعد وہاں چلیں گے، شاید ہمیں اس کا سراغ مل جائے، کیونکہ احساس شامی ماسٹر آرگن ہو یا نہ ہو، ہمیں ڈونکی کو تو ضرور ہی گرفتار کرنا ہے، کیونکہ یہ قتل بہرحال اس نے کیا ہے۔"

"آپ ٹھیک کہتے ہیں۔"

ایک گھنٹے بعد وہ ہلکے قسم کے میک اپ میں ہوٹل الاسکا کی طرف جا رہے تھے۔ ہوٹل الاسکا شہر کا بدنام ترین ہوٹل تھا۔ اس کے بارے میں مشہور تھا کہ یہ شہر بھر کے جرائم پیشہ لوگوں کا ہوٹل ہے۔ انسپکٹر جمشید بھی اس وقت ایک غنڈے کے روپ میں تھے۔ وہ بے دھڑک اندر داخل ہو گئے اور ایک میز کے گرد بیٹھ گئے۔

"ہمیں کسی بہت ہی بوڑھے بیرے سے بات کرنا پڑے گی۔ جو پچیس سال پہلے بھی یہاں ملازم تھا۔ ٹھہرو، میں کاؤنٹر پر جا کر معلوم کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔"

یہ کہہ کر وہ اُٹھے اور کاؤنٹر پر گئے۔ چند منٹ تک باتیں کرنے

www.urdufanz.com

کے بعد وہ واپس لوٹ آئے۔

"کاؤنٹر کلرک نے وعدہ کیا ہے کہ چند منٹ تک ایک ایسے آدمی کو ہماری میز پر بھیج دے گا۔"

"وہ آپ کا یہ کام کرنے پر کس طرح تیار ہو گیا؟" محمود نے حیران ہو کر کہا۔

"ہر کام کرنے کے لیے عقل کی ضرورت ہے۔ یہاں آنے سے پہلے میں اس ہوٹل کے بارے میں بھی بہت کچھ معلومات حاصل کر چکا ہوں — میں نے کاؤنٹر کلرک سے صرف اتنا کہا تھا کہ میں نادر مرزا کا خاص آدمی ہوں۔"

"نادر مرزا، کیا مطلب؟"

"اس ہوٹل کی مشہور ہستی۔" وہ بولے۔

"اور اگر وہ مشہور ہستی اس وقت یہاں آ جائے تو؟" فرزانہ نے پریشان ہو کر کہا۔

"تو بھی کچھ نہیں ہوگا۔ میں نے آج دن میں نادر مرزا سے ہی معلومات حاصل کی ہیں — میں اس کے ٹھکانے سے واقف ہوں۔ لہذا اس کی تھوڑی سی مرمت کی، پھر اسے چند کانسٹیبلوں کی نگرانی میں دے آیا تھا — وہ صبح سے پہلے اس کے پاس سے نہیں ہٹیں گے۔"

"اگر یہ لوگ جرائم پیشہ ہیں تو پولیس انہیں گرفتار کیوں نہیں کر لیتی؟"

"بغیر ثبوت کے کچھ بھی نہیں کیا جا سکتا — جوں ہی کسی کے خلاف ثبوت ملتا ہے — اسے گرفتار کر لیا جاتا ہے۔"

اسی وقت انہوں نے ایک بوڑھی آواز سنی:

"آپ کو مجھ سے کچھ کام ہے؟"

انہوں نے دیکھا، ایک بہت بوڑھا آدمی ان کی میز کے پاس کھڑا تھا۔

"آپ مجھ سے کچھ پوچھنا چاہتے ہیں۔" اس نے دوبارہ کہا۔

"ہاں بڑے میاں، آپ تشریف رکھیے۔ آپ کو یہاں کام کرتے کتنا عرصہ ہو گیا ہے؟"

"کبھی کرتا تھا کام، اب تو نہیں — ہاں، کبھی کبھی ہوٹل والے مجھے بلا ضرور لیتے ہیں۔"

"آپ آج سے پچیس تیس سال پہلے یہاں ملازم تھے؟" انہوں نے پوچھا۔

"بالکل تھا۔" اس نے کہا۔

"بہت خوب، تو پھر ہمیں اس زمانے سے متعلق کچھ باتیں معلوم کرنا ہیں۔"

www.urdufanz.com

"میں اپنی معلومات کا معاوضہ لیا کرتا ہوں، کیونکہ بے روزگار ہوں۔"

"تمہیں بے روزگار خیال کرتے ہوئے میں تمہیں کچھ دے دوں گا۔ سودے بازی نہ کرو۔" انسپکٹر جمشید سرد آواز میں بولے۔

"چلیے نہیں کرتا سودے بازی۔ مجھے آپ سے پوری امید ہے آپ مجھے مایوس نہیں کریں گے۔"

"تمہیں انسانوں کی بجائے اللہ سے امید رکھنی چاہیے۔ وہ کبھی بندوں کو مایوس نہیں کرتا۔" انسپکٹر جمشید نے کہا، پھر بولے:

"پچیس سال پہلے یہاں ڈونگی اور ماسٹر آرگن کا اٹھنا بیٹھنا تھا۔ ان کے بارے میں کچھ بتا سکتے ہو؟"

"ہاں کیوں نہیں، آپ کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں؟"

"انہیں عمر قید کی سزا ہو گئی تھی، لیکن وہ جیل سے فرار ہو گئے۔ تمہارے خیال میں وہ کہاں مل سکتے ہیں؟"

"افسوس، میں یہ نہیں جانتا۔"

"اچھا چلیے، اُن کے حلیے تو بتا ہی سکتے ہو۔"

"ہاں، لیکن اب تو ان کے حلیوں میں بہت تبدیلی آگئی ہوگی۔ اس وقت وہ بالکل جوان تھے، اب ادھیڑ عمر کے ہو گئے ہوں گے۔"

"تم اس کی فکر نہ کرو، حلیے بتاؤ۔"

"تو سنیے، ماسٹر آرگن ایک لمبے قد کا آدمی تھا۔ اس کا رنگ سانولا تھا۔ آنکھوں کا رنگ بالکل سیاہ تھا۔ چہرہ بالکل گول تھا۔

ناک لمبی تھی اور ہونٹ بہت پتلے تھے۔ ایک خاص بات اس کے حلیے میں یہ تھی کہ اوپر والے ہونٹ کے عین درمیان میں یعنی ناک کے نیچے ایک اُبھرا ہوا تل تھا۔ اب فرض کیجیے، اُس نے گھنی مونچھیں رکھ لی ہوں تو وہ تل ہرگز نظر نہیں آئے گا۔" وہ کہتے کہتے رُک گیا۔

"ہوں، یہ بات تو تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ خیر، ڈونگی کا حلیہ بھی بتا دو۔"

"وہ گٹھے ہوئے بدن کا درمیانے قد کا آدمی تھا۔ اس کے ہاتھ پیر بہت مضبوط تھے۔ لوگ اس سے بلا وجہ خوف زدہ ہو جاتے تھے۔ اس کی آنکھوں میں ایک خونی چمک تھی۔ رنگ بالکل سیاہ تھا۔ بالکل حبشی لگتا تھا۔ مطلب یہ کہ فرار ہونے کے بعد وہ کسی پبلک مقام پر نہیں آ سکتا تھا۔ وہ ضرور کسی ایسی جگہ زندگی بسر کر رہا ہوگا، جہاں کسی کا گزر نہ ہو۔ وہ ہزاروں میں پہچانا جا سکتا ہے۔"

"یہ دونوں ساتھی تھے۔" فرزانہ نے سوال کیا۔

"نہیں، ان کا ایک گروہ تھا۔ اس گروہ کے ذریعے یہ لوگوں کی کمزوریاں معلوم کیا کرتے تھے۔ اور پھر ان لوگوں کو بلیک میل کیا کرتے تھے۔ اس گروہ کا سرغنہ دراصل ماسٹر آرگن تھا۔ اس کے بعد ڈونگی کا نمبر آتا تھا۔ باقی سب لوگ ان کے احکامات کی تعمیل کیا کرتے تھے۔"

"اگر ڈونگی اس وقت اسی شہر میں ہو، تو بھلا کہاں ہو سکتا ہے؟"

"افسوس، میں یہ اندازہ نہیں لگا سکتا۔ ہاں، ایک بات اور،

www.urdufanz.com

کیس نے ہمیں خوب بنچایا ہے! بہر حال ایک گھنی مونچھوں والا آدمی کیس سے متعلق مل گیا ہے۔ ہم اسے بھی چیک کریں گے۔۔۔ فرزانہ، مجھے ایک بات بہت پریشان کر رہی ہے، تمہیں یہ اخبار تجوری میں کیا باہر ہی رکھا مل گیا تھا؟"

"جی نہیں، یہ ایک خفیہ خانے میں بہت احتیاط سے رکھا گیا تھا اور خفیہ خانہ میں نے بہت دیر کی کوشش کے بعد کھولا تھا۔" اس نے کہا۔

"تب تو ٹھیک ہے۔" انہوں نے خوش ہو کر کہا۔

"کیا ٹھیک ہے؟" تینوں ایک ساتھ بولے۔

"مسئلے کا ایک حل سمجھ میں آ گیا ہے۔۔۔ آؤ۔"

انہوں نے پُراسرار لہجے میں کہا اور کار میں سوار ہو گئے۔ چونکہ وہ حلیے تبدیل کر کے آئے تھے، اس لیے جیپ میں یہاں نہیں آئے تھے۔

ڈونکی ایک سنہری زنجیر ہر وقت گلے میں پہنے رہتا ہے۔۔۔ اس زنجیر میں ایک لاکٹ ہوتا ہے اور لاکٹ میں مہاتما بدھ کی تصویر، شاید وہ مسلمان نہیں ہے، کوئی بدھ مت ہے۔"

"اوہ!" ان کے منہ سے نکلا۔۔۔ انہیں وہ زنجیر یاد آ گئی، پھر انہوں نے کہا: "اور کوئی خاص بات؟"

"مجھے ان کے بارے میں اور کچھ معلوم نہیں۔"

"اچھا، بہت بہت شکریہ۔۔۔ یہ لو اپنا معاوضہ۔" یہ کہہ کر انہوں نے سو روپے کا ایک نوٹ نکال کر اسے دے دیا۔۔۔ اس نے نوٹ خوش ہو کر لیا اور سلام کر کے چلا گیا۔۔۔

"اب ہمیں ایک بار پھر اخبار نکال کر دیکھنا ہو گا۔۔۔ احساس شامی کا حلیہ ان دونوں میں سے کسی حلیے پر بھی فٹ نہیں۔۔۔ اب صرف یہی کہا جا سکتا ہے کہ احساس شامی نے شاید ڈونکی کو پہچان لیا تھا۔" یہ کہہ کر انہوں نے اخبار نکالا اور دونوں تصویروں کو دیکھا۔۔۔ اس سے پہلے انہیں تصویر میں وہ سیاہ تل صاف نظر نہیں آیا تھا، لیکن اس بوڑھے کا بیان سننے کے بعد جب انہوں نے ماسٹر آرگون کی ناک کے نچلے حصے کو بغور دیکھا، تو تل صاف نظر آیا۔۔۔

"اس بوڑھے کا خیال ٹھیک ہی لگتا ہے۔۔۔ اب اس نے ضرور گھنی مونچھیں رکھ لی ہوں گی۔۔۔ احساس شامی کے چہرے پر تو مونچھیں سرے سے تھیں ہی نہیں۔۔۔ آؤ چلیں، ہمارا کام ختم ہو گیا۔۔۔ اس

www.urdufanz.com

پچابی حاصل کرلو

رات تاریک تھی۔ چاند کے مہینے کی آخری تاریخیں تھیں، اس لیے چاند بھی نہیں نکلا تھا۔ تاروں بھرے آسمان کی بہت ہی مدھم روشنی ضرور زمین پر پڑ رہی تھی۔ ایسے میں چار سائے ایک عمارت کے پچھلے حصے میں رُکے۔ یہاں لوہے کا ایک پائپ اوپر تک چلا گیا تھا۔ ان میں سے ایک سائے نے اپنے جوتے اتارے، انہیں نیچے ہی چھوڑا اور اس پر چڑھنے لگا۔

"پائپوں پر چڑھنے کا کتنا ماہر بھائی ملا ہے ہمیں۔" نیچے فرزانہ کی شوخ آواز اُبھری۔

"دیکھو، اگر میرا مذاق اُڑانے کی کوشش کی تو یہیں سے چھلانگ لگا دوں گا۔" فاروق جھنائی ہوئی آواز میں بولا۔

"تو میرا کیا بگڑے گا، تم میرے اوپر تو گرو گے نہیں۔ میں پائپ سے کافی دُور ہوں۔"

"فرزانہ، اسے باتوں میں نہ لگاؤ۔ کہیں ہاتھ نہ پھسل جائیں۔"

"میں جانتی ہوں ابا جان، اس کے ہاتھ نہیں، زبان پھسلا کرتی ہے۔"

"دھت تیرے کی۔۔۔ آج شاید تم فاروق کے کان کاٹ کر رہو گی۔"

"اب مشکل ہے، وہ کافی اونچائی پر پہنچ گیا ہے۔" فرزانہ نے مسکرا کر کہا۔

"سمجھوں گا تم سے۔ فکر نہ کرو، آخر اوپر تو آؤ گی ہی۔" اُوپر سے فاروق نے تلملا کر کہا۔ اتنی دیر میں وہ اوپر پہنچ چکا تھا۔

"اب تم نیچے اُتر کر صدر دروازہ کھول دو، تاکہ ہمیں پائپ پر نہ چڑھنا پڑے، لیکن اس سے پہلے یہ دیکھ لو کہ زینے کا دروازہ دوسری طرف سے بند تو نہیں ہے۔" انسپکٹر جمشید نے دبی آواز میں کہا۔

"جی بہتر۔" اُس نے کہا اور زینے کی طرف چلا گیا۔ جلد ہی اس نے واپس آ کر کہا:

"زینے کا دروازہ بند ہے۔۔۔ آپ کو بھی پائپ کے ذریعے ہی اوپر آنا پڑے گا۔"

"اچھی بات ہے، چلو محمود، شروع ہو جاؤ۔"

چند منٹ بعد وہ چاروں چھت پر تھے۔ اب انسپکٹر جمشید نے اپنے کوٹ کی جیب میں سے نائیلون کی رسّی نکالی اور اُسے چھت سے نیچے لٹکا دیا۔ پھر انہوں نے اس کا دوسرا سرا زینے سے باندھ دیا۔

"اب فاروق اس رسّی پر سے پھسلتا ہوا نیچے جائے گا۔" فرزانہ

www.urdufanz.com

نے مذاق اُڑانے والے لہجے میں سرگوشی کی۔

"اور تم کاہلوں کی طرح کھڑی دیکھو گی۔" فاروق نے جھلا کر کہا اور رسّی پکڑ کر نیچے پھسل گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ زینے کا دروازہ کھول چکا تھا اور وہ نیچے اُتر رہے تھے۔ گھر کے صحن میں پہنچ کر محمود بولا:

"اب بتائیے ابا جان، ہمیں کرنا کیا ہے؟"

"نہایت خاموشی سے ایک ایک کمرے کا جائزہ باہر سے لینا ہے۔ اس گھر میں جتنے کمرے خالی نظر آئیں۔ انہیں ہم ضرور اندر سے دیکھیں گے۔" انہوں نے دبی آواز میں کہا اور وہ اس کام پر جٹ گئے۔ تین چار کمروں میں انہیں گھر کے افراد سوتے نظر آئے۔ ایک کمرہ بالکل خالی نظر آیا۔ اس کے دروازے پر تالا بھی نہیں لگا ہوا تھا۔ انہوں نے اندر داخل ہو کر ٹارچوں کی مدد سے اس کا بخوبی جائزہ لیا، پھر ایک اور خالی کمرے میں داخل ہوئے، لیکن یہاں بھی انہیں کچھ نہ ملا۔ تیسرا کمرہ سٹور روم تھا۔

"ابا جان، کم از کم ہمیں اتنا تو بتا دیں کہ تلاش کیا کرنا ہے؟"

"اس گھر میں کوئی خفیہ جگہ تلاش کرنی ہے، جہاں ایک یا دو آدمیوں کو چھپایا جا سکے۔" انہوں نے مسکرا کر کہا۔

"اوہ، تو کیا آپ کے خیال میں ماسٹر آرگن یا ڈونکی یہاں چھپے ہوئے ہیں؟"

"ان میں سے ایک ضرور یہاں چھپا ہے۔"

"تو۔ تو کیا؟" محمود ہکلایا۔

"ہاں، وہی مجرم ہے، لیکن اس پر ہاتھ ڈالنے سے پہلے ہمیں اس کے دوسرے ساتھی کو تلاش کرنا ہے۔ اس نے اُسے ضرور کہیں چھپایا ہوا ہے۔"

اس کے بعد انہوں نے سٹور روم کی چیزیں ادھر ادھر کرنا شروع کیں۔ اچانک فرزانہ کے منہ سے نکلا:

"ابا جان، مجھے اس جگہ کمرے کا فرش ٹھوس محسوس نہیں ہوتا۔"

انسپکٹر جمشید فوراً کمرے کے درمیان میں پہنچے اور پھر بولے:

"تمہارا خیال بالکل ٹھیک ہے فرزانہ۔ اس جگہ کی تمام چیزوں کو ہٹا دو اور اس ترپال کو بھی۔ جو فرش پر بچھی ہے۔"

انہوں نے فوراً ان کی ہدایت پر عمل شروع کر دیا۔ ترپال ہٹاتے ہی وہ اچھل پڑے۔ فرش کے بیچوں بیچ لکڑی کا ایک چور دروازہ موجود تھا؛ گویا اس کے نیچے کوئی تہہ خانہ تھا اور اسی قسم کی جگہ کی انہیں تلاش تھی۔ انہوں نے دیکھا، دروازے پر ایک تالا بھی لگا تھا۔ انسپکٹر جمشید نے جیب سے چابیوں کا گچھا نکالا اور باری باری چابیاں لگانے لگے۔ لیکن ان کے گچھے کی تمام چابیاں ختم ہو گئیں۔ تالا پھر بھی نہ کھلا۔

"عجیب تالا ہے۔"

www.urdufanz.com

"اس تالے کی چابی میرے پاس ہے، لو اسے حاصل کر لو۔"
کمرے میں ایک آواز گونجی، وہ چونک کر مڑے اور پھر دھک سے رہ گئے۔ تاباں زبیری ہاتھ میں ایک پستول لیے کمرے کے دروازے میں کھڑا تھا۔ اس کے پستول کی نالی میں چابیوں کا ایک چھلا لٹک رہا تھا اور اس چھلے میں چابیاں تھیں۔

"چابی حاصل کرنے کے لیے تمہیں اس پستول کے سامنے آنا پڑے گا۔ ڈولکی تہ خانے میں موجود ہے، لیکن تم چاروں اس کے پاس لاشوں کی صورت میں ہی پہنچ سکو گے۔"

"تو تم ہی ماسٹر آرگن ہو؟"

"ہاں، لیکن تم یہ راز کسی کو بتانے کے لیے زندہ نہیں رہو گے۔ ٹھہرو، تمہیں یہاں ختم کرنا غلط ہوگا۔ پھر مجھے خون بھی صاف کرنا ہوگا۔ ٹھیک ہے، میں تمہیں تہ خانے میں لے چلتا ہوں۔ تم نے سنا ہی ہوگا۔ ایک سے دو بھلے، وہاں ہم دو ہوں گے اور تمہارا بہتر انتقام کر سکیں گے۔ یہ لو اس تالے کی چابی، میں خود ہی تمہیں دے دیتا ہوں۔" یہ کہہ کر اس نے پستول کی نالی بدستور ان کی طرف رکھتے ہوئے بائیں ہاتھ سے چابیوں کا چھلا نکال لیا اور ان کی طرف اچھال دیا۔

"اسی تالے کو کھولنا چاہتے تھے نا تم؟ دیکھ لو، میں تمہاری خواہش پوری کر رہا ہوں۔ تم اسے اپنی آخری خواہش بھی سمجھ سکتے ہو۔" اس

نے مذاق اڑانے والے لہجے میں کہا۔

انسپکٹر جمشید نے چابی کا چھلا اٹھا لیا اور تالے پر جھک گئے۔ تالا فوراً ہی کھل گیا۔

"دروازہ اوپر اٹھاؤ۔" ماسٹر آرگن نے کہا۔ انہوں نے دروازہ اٹھا دیا۔ "اب ایک دوسرے کے پیچھے چلو۔ اپنی ٹارچ روشن رکھنا۔"

انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ ماسٹر آرگن اس طرح اچانک آ دھمکے گا۔ ان کا تو خیال تھا کہ وہ گہری نیند سو رہا ہوگا۔

سب سے پہلے محمود نے تہ خانے کی سیڑھی پر قدم رکھا، پھر فاروق نے، اس کے بعد فرزانہ نیچے اتری۔ سب سے آخر میں انسپکٹر جمشید نے قدم اٹھائے۔ ان کا ذہن تیزی سے کام کر رہا تھا۔ اس وقت وہ پوری طرح ماسٹر آرگن کی زد میں تھے۔ ماسٹر آرگن بھی کوئی معمولی مجرم نہیں تھا۔ جیل سے بھاگ نکلنے والے بہت ماہر مجرم ہوتے ہیں۔ اسی وقت انہوں نے سنا، ماسٹر آرگن کہہ رہا تھا:

"ڈولکی، تم سو تو نہیں رہے۔ میں تمہارے لیے چار شکار لے کر آ رہا ہوں۔ ہوشیار ہو جاؤ۔"

"میں جاگ رہا ہوں ماسٹر۔" نیچے سے آواز آئی۔

"بہت خوب، پوری طرح ہوشیار ہو جاؤ۔ تہ خانے کی بجلی جلا لو۔ ہوشیار ہو جاؤ۔ یہ انسپکٹر جمشید اور ان کے بچے ہیں۔ انہوں

www.urdufanz.com

نے ہمارا سراغ لگا لیا ہے — یہ جان گئے ہیں کہ ہم نے احساس شامی کو قتل کیا ہے، افسوس ہمیں یہ نہ کرنا پڑتا — ہم پرسکون زندگی گزار رہے تھے۔ اب اسے اتفاق ہی کہا جا سکتا ہے کہ خام اُون کی ایک پیٹی میں سے ایک پرانا اخبار نکل کر احساس شامی کے سامنے آ گیا۔ اس میں اس نے ہم دونوں کے فرار کی داستان پڑھ لی — وہ میری مونچھوں کو کئی بار بہت غور سے دیکھ چکا تھا۔ ان کے نیچے چھپا ہوا تل بھی اس نے دیکھا ہوا تھا۔ بس اس تصویر میں اسے وہ تل کیا نظر آیا کہ اسے مجھ پر شک ہو گیا — اور یہ بھی ایک اتفاق ہی تھا کہ وہ اخبار میں نے اس کے کمرے میں دیکھ لیا۔ اس خبر پر میری نظر پڑی تو میں چونک اٹھا۔ اس وقت تو میں کچھ نہ بولا۔ دوسرے دن جب وہ اخبار مجھے اس کے کمرے میں نظر نہ آیا تو میں بہت پریشان ہوا، میں نے غور سے اس کا جائزہ لینا شروع کیا۔

اس کے بعد میں نے اس کے رویے میں نمایاں تبدیلی محسوس کی اور آخر میں نے اندازہ لگایا کہ وہ ہمارا راز اب فاش کیے بغیر نہیں چھوڑے گا — وہ انسپکٹر جمشید اور ان کے بچوں کو بہت پسند کرتا تھا — اس لیے میں جانتا تھا کہ وہ انہیں ہی یہ راز بتائے گا؛ چنانچہ میں نے یہی سوچا کہ اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے خاموش کر دیا جائے — یہی وہ وقت تھا، ڈونکی، جب میں تمہارے پاس آیا تھا۔

لیکن ڈونکی، جانتے ہو؟ ہم سے کیا غلطی سرزد ہوئی — ہم نے اس اخبار کو اچھی طرح تلاش نہیں کیا — ضرور وہ اخبار ان لوگوں کے ہاتھ لگ گیا ہے؛ ورنہ یہ لوگ ادھر کا رُخ ہرگز نہیں کر سکتے تھے۔ مجھ پر سے تو ان کا شک ختم ہو گیا تھا — خیر اب بھی کیا بگڑا ہے۔ یہ لوگ اب ہمارے قابو میں ہیں — میں انسپکٹر جمشید کو جانتا ہوں — یہ کسی کو بتائے بغیر یہاں آئے ہوں گے؛ لہٰذا ہم انہیں نہایت خاموشی سے ختم کر دیں گے اور اس طرح یہ کہانی ایک بار پھر خاموش ہو جائے گی۔"

اس کے الفاظ کے ساتھ ہی تہہ خانے میں بلب جل اُٹھا۔ انہوں نے دیکھا، سوئچ کے پاس وہ دوسرا آدمی کھڑا تھا جس کی تصویر وہ اخبار میں دیکھ چکے تھے — اس کا رنگ بالکل کالا تھا — واقعی اسے ہزاروں میں پہچانا جا سکتا تھا، اس لیے یہ تہہ خانے میں بند ہو کر زندگی گزار رہا تھا —

اس وقت تک وہ سیڑھیاں اُتر کر نیچے پہنچ چکے تھے — آتے ہوئے وہ تہہ خانے کا دروازہ گرا آیا تھا — یہ چھوٹا سا ایک کمرہ تھا، جس کی دیواریں اور فرش پختہ تھا —

"لیکن ماسٹر، ہم ان کی لاشوں کا کیا کریں گے؟" ڈونکی نے کہا۔

"ہاں، یہ مشکل تکلیف دہ ضرور ہے، لیکن اتنا نہیں جتنا ان کے

www.urdufanz.com

ہاتھوں گرفتار ہونا۔ کیا تم پھر جیل کا رخ کرنا پسند کرو گے؟"

"ہرگز نہیں، میں یہاں بہت آرام سے ہوں۔ ہفتے میں ایک آدھ بار تم مجھے دھوپ بھی کھلا دیتے ہو۔ کھانے بھی اچھے مل جاتے ہیں اور مجھے کیا چاہیے اور پھر تم نے وعدہ کر رکھا ہے کہ مجھے اس ملک سے فرار ہونے میں مدد دو گے۔"

"ہاں، یہ تو مجھے کرنا ہی پڑے گا۔ دراصل تمہاری وجہ سے میں بھی تو خطرے میں رہتا ہوں، اگر تم پکڑے جاؤ گے تو ظاہر ہے، میرے بارے میں تم سے ضرور پوچھا جائے گا اور پولیس والے زبان کھلوانے کے بہت سے گر جانتے ہیں۔ لہٰذا میرے لیے یہ بہت ضروری ہے کہ تمہیں ملک سے باہر پہنچا دوں۔" ماسٹر آرگن کہتا چلا گیا۔

"شکریہ ماسٹر، ہاں تو میں کہہ رہا تھا کہ ان کی لاشوں کا کیا کریں گے؟"

"محنت تو ضرور کرنا پڑے گی، لیکن اس کے سوا چارہ بھی تو نہیں، ہمیں یہ فرش کھودنا ہوگا۔"

"لیکن اس سے تو آوازیں پیدا ہوں گی۔ کیا تمہارے گھر والے آوازیں نہیں سن لیں گے؟"

"تم فکر نہ کرو۔ کل میں انہیں گھر سے کہیں اور بھیج دوں گا، پھر ہم دونوں مل کر انہیں دفن کر دیں گے۔"

"گویا یہ رات مجھے ان کی لاشوں کے ساتھ گزارنا ہوگی۔" ڈونگی نے کہا۔

"مجبوری ہے ڈونگی۔"

"خیر باس، جیسے تم کہو۔"

"تو میں ان کا کام ختم کیے دیتا ہوں۔ تم ایک طرف ہٹ جاؤ۔ کہیں کوئی گولی تمہیں نہ لگ جائے۔"

ڈونگی آگے سے ہٹ کر ماسٹر آرگن کے ساتھ آ کھڑا ہوا۔ ماسٹر آرگن کا پستول والا ہاتھ تن گیا۔ اس کی انگلی ٹریگر پر دباؤ ڈالنے لگی، پھر اس نے سانپ کی طرح پھنکارتی آواز میں کہا:

"اپنے ہاتھ اوپر اٹھا دو، سر سے بلند کر لو۔"

انھوں نے ہاتھ اٹھانے شروع کر دیے۔ انسپکٹر جمشید اور محمود کے ہاتھوں میں ٹارچیں اب تک روشن تھیں۔ ان کے دل دھک دھک کر رہے تھے۔ جوں ہی ان کے ہاتھ اپنے چہروں تک پہنچے، انہوں نے آناً فاناً ٹارچوں کا رخ مسٹر آرگن کی آنکھوں کی طرف کر دیا۔ ماسٹر آرگن کی آنکھوں میں چکا چوند پیدا ہو گئی، اور ایک لمحے کے لیے وہ چکرا کر رہ گیا۔ اسی ایک لمحے کا انسپکٹر جمشید کو انتظار تھا۔ ان کا ٹارچ والا ہاتھ تیزی سے حرکت میں آیا اور ٹارچ پوری قوت سے ماسٹر آرگن کے سر سے ٹکرائی، محمود والی ٹارچ ڈونگی کے سر پر پڑی۔ اس کے ساتھ ہی وہ چاروں

www.urdufanz.com

فرش پر لوٹ لگا گئے — ساتھ ہی دو تین فائر ہوئے، لیکن اس وقت تک انسپکٹر جمشید ماسٹر آرگن اور ڈونکی کی کمر کی طرف پہنچ گئے تھے — ان کی ایک لات ماسٹر آرگن کی کمر پر پڑی اور وہ اوندھے منہ فرش پر آ رہا — ساتھ ہی وہ اس کی کمر پر سوار ہو گئے — دوسری طرف ڈونکی خالی ہاتھ تھا — محمود، فاروق اور فرزانہ نے اسے گھیر لیا — وہ اس کے تین طرف ہو گئے — ڈونکی کے لیے تین طرف کے حملے روکنا نہایت مشکل ثابت ہو رہا تھا اور وہ محسوس کر رہا تھا کہ ایک عجیب و غریب مصیبت میں پھنس گیا ہے — دوسری طرف انسپکٹر جمشید ماسٹر آرگن کے ہاتھ سے پستول چھین چکے تھے — انہوں نے اس کے سر پر پستول کا ایک دستہ زور سے رسید کیا اور وہ ساکت ہو گیا — انہوں نے دیکھا، محمود، فاروق اور فرزانہ ڈونکی کو تگنی کا ناچ نچا رہے تھے —

"یہ کیا کر رہے ہو، ختم کرو کھیل کو۔"

ان کے ان الفاظ کے ساتھ ہی تین بھرپور وار ڈونکی کے سر پر پڑے اور وہ لڑکھڑاتا ہوا نیچے آ رہا —

"خس کم جہاں پاک۔" فاروق کے منہ سے نکلا —

"اب تم میں سے دو اوپر جا کر اکرام کو فون کر آؤ اور نائیلون کی رسی اتار لاؤ، اس رسی سے ہم انہیں باندھ دیں گے۔" انسپکٹر جمشید نے کہا —

"تو یوں کہیے نا، ایک پنتھ دو کاج کریں گے — یعنی پہلے

اس کے ذریعے نیچے اتریں — اب اس سے ان دونوں کو باندھیں گے۔" فاروق نے شوخ لہجے میں کہا۔

"کاش، ہم اس رسی سے صرف تمہاری زبان باندھ سکتے۔" فرزانہ نے بل کھا کر کہا۔

"انسان کی بہت سی خواہشات ایسی بھی ہوتی ہیں جو پوری نہیں ہوا کرتیں —" فاروق نے بھی مسکرا کر کہا — اور سیڑھیوں کی طرف بڑھا —

"یار تم کبھی تو خاموش ہو جایا کرو — ابھی ابھی ہم موت کے منہ میں جانے سے بال بال بچے ہیں۔" محمود نے منہ بنا کر کہا —

"چھوڑو اس بات کو، ہم بال بال بچنے میں بہت ماہر ہیں۔" فاروق بولا —

"تم جاؤ گے یا مجھے جانا پڑے گا۔" انسپکٹر جمشید نے جھنجلا کر کہا — اور دونوں بھیگی بلی کے انداز میں بھاگ کھڑے ہوئے۔ فرزانہ نے ان کے پیچھے ایک زوردار قہقہہ لگایا —

محمود نے انکل اکرام کو فون کر دیا — فاروق رسی اتار لایا — اس رسی سے دو مجرموں کو باندھ دیا گیا — آدھ گھنٹے بعد جب اکرام پہنچا تو گھر کے افراد اس وقت بھی گہری نیند سو رہے تھے اور جب انہیں جگایا تو ان کی حیرت، خوف، گھبراہٹ اور پریشانی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا اور جب انہیں مختصر الفاظ میں کہانی سنائی گئی تو

www.urdufanz.com

وہ اسی طرح آنکھیں پھاڑے رہ گئے، جیسے جاگتے میں خواب دیکھ رہے ہوں — دھاڑیں مار مار کر رونے کا خیال انہیں اس وقت آیا جب مجرموں کو گرفتار کر کے لے جایا جا رہا تھا اور جب وہ باہر نکل کر جیپ میں بیٹھ رہے تھے تو فاروق نے کہا :

" لیکن ابّا جان یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ انہوں نے قتل کی واردات کس طرح کی ؟"

"اس میں سمجھ میں نہ آنے والی کون سی بات ہے۔ بھئی، نکاح سے فارغ ہو کر ماسٹر آرگن احساس شامی سے ملنے آگیا۔ احساس شامی کو ابھی یہ بات معلوم نہیں تھی کہ ماسٹر آرگن اس کے پاس پرانا اخبار دیکھ چکا ہے — اندر آنے کے بعد اس نے ٹہلنے کے انداز میں کھڑکی کی چٹخنی گرا دی، شاید اس نے تھوکنے کا بہانہ کیا ہو گا — بس پھر ڈونکی اندر کود آیا — پروگرام وہ پہلے ہی طے کر چکے تھے — مطلب یہ تھا کہ جب خنجر پر تاباں زبیری کی انگلیوں کے نشانات نہیں ملیں گے تو اسے بے گناہ سمجھا جائے گا اور ڈونکی کو پولیس تلاش ہی نہیں کر سکے گی۔"

"ہوں ضرور یہی ہوا ہو گا۔" فرزانہ بولی۔

"ضرور بھی کہتی ہو اور اس کے ساتھ ہو گا بھی لگا رہی ہو۔" فاروق نے اس کا مذاق اڑایا —

"اب مجھے کیا معلوم تھا کہ جیپ میں میرے ساتھ اُردو کے اُستاد

بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔" فرزانہ نے جل بھن کر کہا اور انسپکٹر جمشید اور محمود ہنسنے لگے — فاروق بُرے بُرے منہ بنانے لگا —

www.urdufanz.com

چوتھا عظیم الشان خاص نمبر

محمود	آفتاب
فاروق	آصف
فرزانہ	فرحت
انسپکٹر جمشید	انسپکٹر کامران مرزا

۲۰ مارچ کو پڑھیے

کا مشترکہ کارنامہ

پہلا حصہ ——— کالا شیطان

دوسرا حصہ ——— شیطان کے پجاری

مصنف: اشتیاق احمد

— یہ خاص نمبر دو حصوں میں شائع ہوگا، تاکہ وادیٔ دہشت کی طرح ہنیں نہ اکٹھ جائیں —

— گزشتہ تینوں خاص نمبروں کی طرح اس میں بھی دونوں ٹیمیں حصہ لے رہی ہیں —

— یہ خاص نمبر وادیٔ دہشت سے بھی زیادہ صفحات پر مشتمل ہوگا اور اسی لحاظ سے دونوں حصوں کی قیمت ۲۰/ روپے تجویز کی گئی ہے۔

— ناول کے صفحات ۰۰۰ کے لگ بھگ ہوں گے۔

— اور اس طرح یہ اشتیاق احمد کی زندگی کا ایک طویل ترین ناول ہوگا۔

— آپ اسے خریدنے کے لیے ابھی سے تیار ہو جایئے۔

— ناول انشاء اللہ تعالیٰ ٹھیک ۲۰ مارچ کو بازار میں آجائے گا — ان تاریخوں تک آپ لوگ امتحانات سے فارغ ہو چکے ہوں گے۔ آپ کے نتائج نکل چکے ہوں گے — اور امتحانات میں کامیابی کے صلے میں آپ کو انعامات بھی مل چکے ہوں گے — ان حالات میں بیس روپے کا خاص نمبر خریدنا آپ کو مشکل محسوس نہیں ہوگا۔ یوں بھی آپ ہر ماہ چار ناول تقریباً بیس روپے میں خریدتے ہی ہیں — اس لیے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ آپ کی جیب پر بوجھ ہوگا — ان تاریخوں میں تو یقیناً بوجھ نہیں بنے گا اور پھر ایک ماہ پہلے ہی آپ کو خبردار کیا جا رہا ہے — آپ اسی وقت سے تیاری شروع کر سکتے ہیں —

— اور اب آیئے — ناول کی جھلکیوں کی طرف

- جبرال کا منصوبہ، ملاشا کا زلزلہ اور وادیٔ دہشت سے بڑھ چڑھ کر خاص نمبر —
- اس خاص نمبر میں ... آپ کو وہ سب کچھ ملے گا جس کی آپ خواہش

www.urdufanz.com

کرتے رہے ہیں۔

- خان رحمان انہیں ایک سرکس دیکھنے کی دعوت دیتے ہیں۔
- سرکس میں ایک فن کار جان مائیکل نے سو فیصد موت کا مظاہرہ کیا۔
- ڈاکٹروں نے اعلان کیا، یہ مر چکا ہے۔
- ایک ہولناک سرکس کی کہانی — سرکس میں کیا ہو رہا تھا؟
- انسپکٹر جمشید ایک عجیب وغریب جرم کی بو سونگھتے ہیں۔ ایک انجانا خطرہ محسوس کرتے ہیں۔
- وہ انجانا خطرہ کیا تھا؟
- مجرم اپنے خلاف ہر ثبوت مٹاتے چلے جا رہے تھے اور ان کی پریشانی بڑھتی ہی چلی جا رہی تھی۔
- پروفیسر داؤد ایک عجیب الجھن میں مبتلا تھے۔
- محمود، فاروق اور فرزانہ نے ان کی تجربہ گاہ کو خطرات میں گھرا ہوا محسوس کیا تو میدان میں کود پڑے۔
- خان رحمان اس جنگ میں ان کی رہنمائی کرتے ہیں۔
- اس جنگ کا انجام کس قدر بھیانک تھا؟
- اور پھر یہ سارے واقعات انہیں ایک ہولناک سفر پر لے گئے۔
- ایک ایسے سفر کی کہانی جس کے ہر موڑ پر موت منہ کھولے کھڑی تھی۔

اور —

دوسری طرف —

- ملک کے مشرقی حصے کی جنوبی پہاڑیوں میں دو پراسرار لاشیں پائی گئیں۔
- انسپکٹر کامران مرزا اس کیس میں دلچسپی لینے پر تیار نہیں تھے، جب کہ آفتاب، آصف اور فرحت حد درجے دلچسپی محسوس کر رہے تھے۔
- آخر انہوں نے انسپکٹر کامران مرزا کو بھی مجبور کر دیا۔
- جنوبی پہاڑیوں میں انہیں جان کے لالے پڑ گئے۔
- ہرٹ اینڈ ہرٹ سوسائٹی کا راز کیا تھا۔ یہ کس قسم کی سوسائٹی تھی؟
- جاپان اینڈ کو ملک میں کیا کر رہی تھی؟
- آپ کو قدم قدم پر ہنگاموں کا سامنا کرنا پڑے گا۔
- قاتل دندناتے پھر رہے تھے اور ان کا کوئی سراغ نہیں مل رہا تھا۔
- پہاڑی لوگوں کی ایک بستی میں انسپکٹر کامران مرزا کو ایک عجیب چیز ملی، لیکن یہ چیز مکمل نہیں تھی۔
- آفتاب، آصف اور فرحت اسے مکمل کرتے ہیں۔
- ایک بھبوتے چہرے والا پر اسرار آدمی — اس کی طرف سے شہر کے اخبارات میں ایک عجیب وغریب اشتہار شائع ہوا تھا۔ اس اشتہار نے بہت سے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کر لیا اور پھر عجیب قسم کی وارداتوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔
- اس سلسلے کو روکنے کے سلسلے میں — ان کی پریشانی عروج پر پہنچ گئی۔

www.urdufanz.com

- ملک کے دونوں حصوں میں آخر ہو کیا رہا تھا ؟
- انسپکٹر کامران مرزا بھی آخر ایک سفر پر مجبور ہو گئے۔
- یہ سفر انہیں کہاں لے گیا ؟
- دونوں پارٹیوں کی آپس میں ملاقات کس طرح ہوئی — آخر میں آپ بڑے مجرموں سے ملیں گے۔
- دل چسپیوں کے سیکڑوں خزانے لیے — حیرتوں کے سمندر اپنے اندر سموئے — سپنس، مہم، خطرات کے ساتھ ساتھ شگفتہ جملوں کا ایک طوفان لیے — قدم قدم پر قہقہوں اور مسکراہٹوں کے طوفان لیے ایک عظیم الشان ناول —

آپ اسے مدتوں فراموش نہیں کر سکیں گے۔

اور اب آئیے انعام کی طرف

مبلغ ۱۵۰۰ روپے کا نقد انعام

اشتیاق احمد کا منتخب جملہ لکھ کر ارسال کرنے والوں میں برابر برابر تقسیم کیا جائے گا —

مکتبہ اشتیاق — راجپوت مارکیٹ — اردو بازار لاہور

اشتیاق احمد کا سب سے پہلا ناول

پیکیٹ کا راز

اب مکتبہ اشتیاق سے شائع ہو رہا ہے —

تفصیل آیندہ ماہ خاص نمبر کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں —

(ادارہ)

www.urdufanz.com

خطوط کے آئینے میں

اس مرتبہ مندرجہ تین خطوط انعام یافتہ قرار پائے۔ انہیں پیکٹ روانہ کیے جا رہے ہیں۔

۱۔ شاہد لطیف c/o .... ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر، اٹک

۲۔ ریحان احمد ڈی۔ ۲۵۸ سٹی لائٹ ٹاؤن راولپنڈی

۳۔ مس جاسوس صاحبہ نے پتا نہیں لکھا۔

عظیم مصنف اشتیاق احمد السلام علیکم،

امید ہے، آپ خیریت سے ہوں گے اور ہمارے لیے چٹ پٹی کہانیاں لکھ رہے ہونگے۔ ویسے امید غلط بھی ہو سکتی ہے، آپ کے دونوں خط جو مجھے ملے، کسی دھماکے سے کم نہیں تھے۔ اس مرتبہ کی تمام کہانیاں چٹ پٹ کھا لیں، بلکہ اب تک تو ہضم بھی ہو چکی ہیں۔ جنگل کا قانون سخت کہانی تھی۔ کھانے سے بدہضمی ہو گئی اور اب کارمینا کی گولیاں خون کے گھونٹ پی کر کھانا پڑ رہی ہیں۔ ویسے کہانیاں تینوں بہت خوب صورت تھیں، ٹائٹل بھی اچھے تھے۔ اب کہانیوں کی طرف میری توجہ کم ہو گئی ہے۔ کیونکہ

امتحانات کا کیا کریں جو سر پر خطرے کا الارم بجا رہے ہیں۔ اوپر سے جب بھائی جان کی ڈانٹ پینے کو مل جاتی ہے تو ایمان سے خون خشک ہو جاتا ہے، پھر خون کو تر کرنے کے لیے آپ کی کہانیوں کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ انکل جب میں ناولوں میں محمود، فاروق اور فرزانہ کو جاسوس بنا دیکھتا ہوں تو میرا خون بھی جوش مارنے لگتا ہے اور یہ جوش بھائی جان کے ایک تھپڑ سے اس طرح سرد ہو جاتا ہے، جیسے پانی ڈالنے سے آگ سرد ہو جاتی ہے۔ مستقل کی بیماری کتا جوں کو میری سے سلام۔

ساجد محمود۔ ۲۱۵ نئی آبادی ٹینچ بھاٹہ، راولپنڈی

✕✕✕

پیارے انکل ٹوٹ بٹوٹ، السلام علیکم!

آپ کا خط ملا۔ اس بار کے تینوں ناول میرا خیال ہے، پوری سیریز میں معیاری اور دلچسپی سے بھر پور تھے۔ کتابیں پڑھتے ہوئے بھی نہ جانے کہاں سے کہاں جا پہنچا۔ یوں لگتا تھا، جیسے میں بھی آپ کے کرداروں کے ساتھ شامل ہوں۔ ہولناک لمحے پڑھتے ہوئے گردوپیش سے بے خبر ہو گیا۔ دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں۔ اگر مناسب سمجھیں تو ہولناک لمحے کے دوسرے ایڈیشن پر خاص نمبر ضرور لکھوا دیجیے گا۔ جنگل کا قانون میں اگرچہ آپ نے گرفت مضبوط رکھی، مگر چونکہ کہانی کا موضوع پرانا تھا، اس لیے ممکن ہے، دوسرے لوگوں کے معیار پر پوری طرح نہ اتر سکے۔ رہا ایشیا کا جلاد، تو موضوع نیا ہونے کی وجہ

www.urdufanz.com

سے بہت پسند آیا — سرورق کے اعتبار سے بھی ہولناک ملجے سب سے بہتر تھی - اس ناول کے صفحہ ۱۱۸ پر جیپ کو دو دفعہ جیب لکھا گیا. ایسی غلطیوں کی طرف توجہ دیں — اب اجازت —

عمران الحق چوہان — گڑھا کوچہ، چنیوٹ

※※※

(انعامی خط) مکرمی اشتیاق احمد !

نومبر کا خوف زدہ آدمی اور نقلی چہرہ پڑھے — نقلی چہرے میں تو کوئی غلطی نہیں تھی، لیکن خوف زدہ آدمی میں میں آپ سے دو باتیں کرنا چاہتا ہوں — اب کھولیے ص۱۲ . بھئی کھڑے کیوں ہو، کھولیے نا. ہاں تو صفحہ ۱۲ کی آخری لائن پر آئیے — لکھا ہے 'آہا خالد اسلام۔ بھئی خالد اسلام تو اسلام خان کے بیٹے کا نام ہے - آپ نے آخر یہاں یہ نام کیوں لکھ دیا — لکھنے کے بعد ذرا فرزانہ سے پڑھوا لیا کریں. دوسرے یہ کہ محمود، فاروق اور فرزانہ جب دھم کی آواز پر رات کو اٹھتے ہیں، یعنی ص۶۹ دیکھیے. کھول لیا نا — محمود جب رسی کے ذریعے نیچے پہنچتا ہے اور گاڑی کی ڈگی میں جا بیٹھتا ہے تو یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ رات سوتے وقت اس کی جیب میں مڑے ہوئے تار اور فولاد کے پنسل تراش کا کیا کام — اگر اس نے اپنی ذہانت سے یہ چیزیں ڈالیں تو کیا اُسے پتا تھا کہ گاڑی کی ڈگی میں جا کر بیٹھنا ہوگا -

بھئی میرا منہ کیا دیکھ رہے ہو، ارے ارے پکڑیے - آپ کے تو ہاتھوں کے طوطے اڑے جا رہے ہیں — بھئی صبر — اب آخری بات ص۴۲ پر جب محمود طفیل شامی کا نام پڑھ کر واپس گھر کی طرف آتا ہے، تو خوش قسمتی سے اسے رکشہ مل جاتا ہے اور وہ آدھ گھنٹے بعد اپنے گھر پہنچ جاتا ہے — کیا رکشے والے رات کو کرایہ نہیں لیتے - کیونکہ محمود صاحب بغیر کرایہ دیے گھر آ جاتے ہیں - اگر یہ کہا جائے کہ کرایہ دیا تھا تو کیا رات کو محمود سوتے وقت جیب میں پیسے بھی رکھتا ہے — یہ چند وضاحتیں مانگی ہیں — بھئی وضاحتیں ہی مانگی ہیں، کوئی پیسے تو نہیں مانگ لیے جو رنگ یوں لال پیلا ہو رہا ہے - ایسا نہ کیجیے گا کہ ایک کان سے سُن کر دوسرے سے نکال دیں —

فقط : شاہد لطیف، اٹک

※※※

پیارے انکل آداب !

اس دفعہ ذرا دیر سے جواب دے رہا ہوں — امتحان ہو رہے تھے — سب سے اچھا ناول ہولناک ملجے تھا — ہمارے قرب و جوار میں اس نے ہی سب سے اچھا اثر ڈالا — سب کو ایشیا کا جلاد سے بہت سی امیدیں تھیں، مگر اس سے زیادہ مزا جنگل کا قانون میں آیا — جنگل کا قانون ایک بالکل منفرد کتاب تھی — بالکل ایسا ہی چکر ہمارے محلے میں چل رہا ہے — ایک سیٹھ صاحب نے ایک بوڑھی عورت کی زمین پر قبضہ کر رکھا ہے - اب ہم سوچ رہے ہیں، اس پر کس طرح ہاتھ ڈالا جائے

www.urdufanz.com

ہولناک لمحے بے شک ایک زبردست ناول ہے — آخری صفحات تک دل دھک دھک کرتا رہا — مگر ایک بات کا افسوس ہوا۔ ایک طرف تو اکرام گولی کھائے پڑا ہے، دوسری طرف یہ لوگ خوب خوشیاں منا رہے ہیں — جب کہ سب سے بہادرانہ کام تو اس کا تھا — ہمارے ذہن میں بھی ایک پلاٹ ہے، جس کی اطلاع آپ کو بہت پہلے دے چکے ہیں — پلاٹ ارسال خدمت ہے

فقط : ریحان احمد ۔ ۲۵۰ ڈی سیٹلائٹ ٹاؤن، راولپنڈی

✻✻✻

انعامی خط — اشتیاق بھائی، آداب!

گزشتہ دنوں سے یا تو آپ کی شخصیت میں، سوچ میں، انداز میں بڑی زبردست تبدیلی آئی ہے، یا پھر آپ کی جگہ کسی اور اشتیاق احمد نے لی ہے — اگر واقعی ایسا ہے تو اللہ آپ کو اپنے حفظ و امان میں رکھے، آمین — ویسے آپ حیران تو ضرور ہوں گے کہ میں کیوں ایسی باتیں لکھ رہی ہوں، تو میں ثبوت پیش کروں گی، مگر ایسا نہیں جیسا انسپکٹر جمشید نے ہولناک لمحے میں پیش کیا، بلکہ وکیلوں والا، کیونکہ اس وقت آپ پراسرار مجرم کے طور پر خوفناک مکان میں موجود ہیں — آگے پیچھے دیکھ لیں، کہیں کوئی سیاہ پوش تو موجود نہیں جو آپ پر جنگل کا قانون نافذ کر دے اور پھر آپ کی آخری خواہش پوچھے — ہو سکتا ہے، آپ جنگل میں کارنامہ دکھانے میں کامیاب ہو جائیں؛ ورنہ موت کی سرنگ کو چھو کر پلٹ آئیں اور کہیں، ہونہہ جاسوس کہیں کا —

جنگل کا قانون، جہاں تک میرا خیال ہے، مرکزی خیال دوسری یا تیسری جماعت کی ایک کہانی سے لیا گیا — دسمبر کی کتابوں میں کہیں بھی انسپکٹر جمشید کا لہجہ ہمدردانہ نہیں ہوا — محمود نے وحشت تیرے کی نہیں کہا — فرزانہ کی جوتی نہیں چلی — ہر کتاب میں کبھی محمود دھک سے رہ جانے کی بجائے ہوش اڑنے لگا — کبھی فاروق کا لہجہ مایوسانہ ہو گیا؛ حالانکہ شریر ہونا چاہیے تھا — فرزانہ صاحبہ نے بھی ایسی ہی غلطیاں کی ہیں — خط میں آپ کا طرزِ تحریر بدل گیا ہے اور خط کافی تفصیل سے لکھا گیا ہے — فوٹو رنگین ہو گیا ہے۔ بالوں کا سٹائل تبدیل ہو گیا ہے — چہرے کے نقوش نے بھی کافی تبدیلی کر لی ہے۔ اب اتنی خوراک کافی ہے؛ ورنہ آپ جھنجلا جائیں گے — جھلاہٹ کے انگارے چلنے لگیں گے۔ دانتوں پسینہ آ جائے گا اور ترنم سے کہیں گے —

؎ خط پڑھ کے تیرا ہم کو تو یہ شک ہو گیا
کہ ہم کہیں کچھ اور تو نہیں بن گئے!

اچھا آج کی لوز ختم — فقط

مس جاسوس انسا عرفت ۰۰۷ سیکرٹری آف دی منسٹر آف سکاٹ لینڈ یارڈ —

www.urdufanz.com

ج : اپنا اصل پتا لکھ کر انعام حاصل کرنے کے بارے میں کیا خیال ہے ۔۔۔

✕✕✕✕

اشتیاق بھائی ' السلام علیکم !

سب سے پہلے خط کا جواب اور پھر اپنی تصویر بھیجنے کا بہت بہت شکریہ ۔۔۔ آپ کا خط ملا تو اتنی خوشی ہوئی کہ میں بیان نہیں کر سکتی ۔۔۔ آپ واقعی لاجواب ہیں ۔۔۔ دسمبر کے تینوں ناول اچھے تھے. خاص طور پر ہولناک لمحے اور جنگل کا قانون ' تیسرے نمبر پر ایشیا کا جلاد تھا ۔۔۔

آپ کے ناولوں میں ہیرپھیر یا گڑبڑ ہو جاتی ہے : جس کی وجہ سے سارا مزا کرکرا ہو جاتا ہے ' امید ہے آپ آیندہ بھی خط کا جواب دیں گے ۔ آپ نے ناولوں میں محمود ' فاروق اور فرزانہ کی باتیں بہت کم کر دی ہیں . اس کی کیا وجہ ہے ۔۔۔ اس دفعہ آپ خاص نمبر کے زیادہ صفحات نہ رکھیں ' کیونکہ واقعات یاد رکھنا مشکل ہو جاتا ہے . بس عام ناول سے ڈگنا ٹھیک رہتا ہے ۔۔۔ اچھا خدا حافظ ۔

ناہید بانو ' لاڑ موسیٰ